اسلامیات

+

تاریخ

+

جغرافیہ

Radiant Publishers

ریڈینٹ پبلشرز

بینک روڈ، مردان فون: 0937-866462

6

ریڈینٹ®

مکمل مڈل گائیڈ

تعلیم میں تحقیق کا ایک نام

awazeinqilab.com

رابڈینٹ

مکمل مڈل گائیڈ (نیو کورس)

برائے جماعت ششم

مؤلفین

پروفیسر محمد یوسف قندیل
ایم اے (اُردو) ایم۔ایڈ
ایم اے (پولیٹیکل سائنس)

مفتی محمد سعید شفیق
(پی۔ایچ۔ڈی علوم اسلامیہ۔ایم ایڈ)

قاضی اورنگزیب
(ایم۔پی۔اے)

صاحبزادہ محمد یوسف جان
ایم ایس سی (کمپیوٹر سائنس)

محمد ثاقب
بی ایس (باٹنی)

امتیاز احمد عابد (ایڈوکیٹ)
(ایم۔اے (پشتو
(پشتو آنرز)

رابڈینٹ پبلشرز

بنک روڈ مردان فون: 0937-866462

awazeinqilab.com

......جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں......

اس کتاب کے کسی بھی حصہ کو کلی یا جزوی طور پر پبلشرز کی پیشگی اجازت کے بغیر نقل یا نشر کرنا جرم تصور ہوگا۔ ایسی حرکت کرنے والے کے خلاف ادارہ پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس / کاپی رائٹ ایکٹ مجریہ 1962ء تصحیح شدہ 1992ء اور 2000ء کے تحت کاروائی عمل میں لائے گا۔

(محمد عمران ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

......فہرست مضامین......

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	اسلامیات	03
2	تاریخ	45
3	جغرافیہ	53
4	کمپیوٹر	63
5	عربی	70
6	صحت وجسمانی تعلیم	97
7	ہوم اکنامکس	113
8	ڈرائنگ	127
9	اُردو	130
10	پشتو	161

......اسلامیات......

......باب دوم......

......ایمانیات اور عبادات......

......الف) ایمانیات......

......توحید کی اہمیت اور اثرات......

......مشق

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) قرار کے معنی ہیں:

الف) کھانے پینے کی جگہ ب) کھیل کود کی جگہ

ج) آرام کی جگہ د) ٹھہرنے کی جگہ ✓

ب) توحید کی ضد ہے:

الف) گناہ ب) شرک ✓

ج) کفر د) رہبانیت

ج) دین اسلام کا سب سے پہلا اور بنیادی عقیدہ ہے:

الف) ایمان باللہ ✓ ب) ایمان بالرسول

ج) ایمان بالملائکہ د) ایمان بالکتب

د) شرک کو ظلم کہا گیا ہے کیوں کہ یہ ہے:

الف) حق تلفی ✓ ب) خیانت

ج) منافقت د) ریاکاری

ہ) توکل کا مطلب ہے:

الف) بھروسہ ✓ ب) سکون

ج) یقین د) ایمان

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) شرک کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ اس پوری کائنات کا خالق، مالک اور رازق ہے، ہر چیز اس کے حکم کا پابند ہے تو عبادت بھی صرف اُسی کا حق ہے جب بندے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں تو اُسے شرک کہا جاتا ہے۔ اور شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

ب) عبادت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اکیلا اس کائنات کو بنانے والا اور اس کا نظام چلانے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور مددگار نہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق گزاریں اور اللہ کا فرماں بردار بن کر رہیں۔ اس کو عبادت کہتے ہیں۔

ج) کائنات میں موجود کوئی سی دو مثالوں کے ذریعے توحید کا تصور واضح کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ اکیلا اس کائنات کو بنانے والا ہے۔ اُس کا کوئی شریک اور مددگار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہماری ضروریات زندگی سے بھرپور بنا دیا ہے۔ یہاں سمندروں، پہاڑوں وغیرہ کا زبردست نظام قائم کیا۔ یہ سارا نظام ایک خاص ترتیب اور حکمت کے ساتھ صرف ایک ہی اللہ کی ذات چلا رہی ہے۔

د) قرآن کی آیت کی روشنی میں بتائیں کہ اگر زمین مں دو الہٰ (معبود) ہوتے تو کیا ہوتا؟

جواب: اگر کائنات میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی خالق اور مالک ہوتا تو یہ نظام کائنات ایک لمحہ بھی نہ چل پاتا اور سب کچھ تباہ و برباد ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اگر ان (آسمان اور زمین) میں اللہ کے سوا اور (بھی) معبود ہوتے تو یقیناً دونوں درہم برہم ہو جاتے"۔

(سورۃ الْاَنْبِيَآءِ 21 : آیت نمبر 22)

ہ) توحید کی تعریف لکھیں۔

جواب: توحید کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور اُس کیس اتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) توحید اور شرک میں کیا فرق ہے؟

جواب: توحید کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کا مطلب ہے کہ وہ اپنی ذات، صفات اور افعال میں یکتا ہے۔ وہ بے مثل ہے، کوئی اُس جیسا نہیں ہے۔ تمام کائنات کو پیدا کرنے والا، اس کا مالک اور اس کے نظام (system) کو چلانے والا صرف وہی ہے۔ اس کام میں کوئی اُس کا شریک نہیں۔ توحید کا مطلب یہ بھی ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے۔ اُس کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

جب بندے اللہ کو چھوڑ کر دوسرں کی عبادت کرتے ہیں تو وہ ظلم کرتے ہیں۔ وہ اللہ کا حق دوسروں کے لیے ثابت کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اسے شرک کہا گیا ہے اور شرک ظلم عظیم ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

awazeinqilab.com

ترجمہ: "یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔"
توحید کی ضد شرک ہے۔ قرآن مجید میں توحید کی تعلیم دی گئی ہے۔

ب) انسانی زندگی پر توحید کے اثرات بیان کریں۔

جواب: توحید پر ایمان سے انسان کی زندگی پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ اس کی تمام امیدیں اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہو جاتی ہیں۔ وہ کبھی نہ مایوس ہوتا اور نہ ہی پریشان کیونکہ اُس کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس کے ساتھ ہے۔ اس کے اندر توکل، صبر اور بہادری جیسی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ وہ مشکلات آنے پر دل چھوٹا نہیں کرتا، نہ گھبراتا ہے۔ وہ ہمیشہ سچ بولتا ہے، جھوٹ سے بچتا ہے، اس لیے کہ اس کا یقین ہوتا ہے کہ وہ ہر لمحہ اپنے رب کی نظروں کے سامنے ہے۔

توحید اللہ تعالیٰ سے محبت اور ایمان کی بنیاد ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک مانے۔ اسی کی ذات پر توکل کرے۔ اس بات کا دل سے یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مشکلات کو حل کرنے والا ہے۔

ج) عقیدۂ توحید پر عمل نہ کرنے کے نقصانات تحریر کریں۔

جواب: عقیدۂ توحید پر عمل نہ کرنے سے انسان میں ناشکری اور بزدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک خدا پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمتوں سے دور ہو جاتا ہے۔ اور ہر کسی کے آگے جھکتا ہے اور ہر کسی سے ڈرتا ہے۔ اس کے دل میں ہمیشہ خوف کی فضا رہتی ہے۔ اس کی زندگی رحمتوں اور برکتوں سے دور ہوتی ہے۔

......ب۔ نبوت و رسالت......

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) رسالت کا لفظی معنی ہے:
الف) خبر دینا　ب) پیغام پہنچانا ✓
ج) دعوت دینا　د) تبلیغ کرنا

ب) اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نبی اور رسول بھیجے:
الف) تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار
ب) تقریباً ایک لاکھ اکیس ہزار
ج) تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ✓
د) تقریباً ایک لاکھ پچیس ہزار

ج) اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم کیا:
الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر
ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر
د) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر ✓

د) نبی کا لفظی معنی ہے:
الف) تبلیغ کرنے والا　ب) دعوت دینے والا
ج) خبر دینے والا ✓　د) پیغام پہنچانے والا

ہ) معراج کے معنی ہیں:
الف) نیچے اترنا　ب) بلندی کی طرف جانا ✓
ج) سفر کرنا　د) ملاقات کرنا

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) اللہ تعالیٰ نے رسالت کا سلسلہ کیوں قائم کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے بہت سے نبی اور رسول مبعوث فرمائے۔ نبیوں اور رسولوں کی آمد کے اس سلسلے کو نبوت و رسالت کہا جاتا ہے۔

ب) انبیائے کرام علیہم السلام نے دنیا میں کیا فریضہ سرانجام دیا؟

جواب: نبی اور رسول لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور انھیں ان باتوں کی خبر دیتے ہیں، جو انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے پہنچائی جاتی ہے۔

ج) خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: خاتم النبیین ﷺ کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ ختم فرمایا۔

د) شفاعت کبریٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: مقام محمود سے مراد نبی کریم ﷺ کی شفاعت کبریٰ ہے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ سجدہ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں گے۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ مخلوق کا حساب شروع کریں گے۔ نبی کریم ﷺ کا شفاعت کبریٰ کے مقام پر فائز ہونا درحقیقت پوری انسانیت پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔

ہ) انبیائے کرام علیہم السلام کی مشترکہ صفات تحریر کریں۔

جواب: تمام انبیا اور رسولوں نے لوگوں کو توحید کی دعوت دی، نیکی کا راستہ دکھایا اور برائی سے بچنے کی تلقین کی۔ رسالت پر ایمان رکھنا، اسلام کا اہم عقیدہ ہے۔ مسلمان تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

الف) رسالت پر ایمان لانے کے لیے کن باتوں پر یقین رکھنا ضروری ہے؟

جواب: رسالت پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ اس بات پر پختہ یقین رکھا جائے کہ:

☆ تمام نبی اور رسول سچے تھے اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تھے۔
☆ تمام نبیوں اور رسولوں نے اپنی اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی بندگی کی طرف بلایا۔
☆ تمام نبیوں اور رسولوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی گئی ذمہ داریوں کو پورا پورا ادا کیا۔
☆ تمام نبی اور رسول اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اور معصوم عن الخطا یعنی غلطیوں سے پاک تھے۔
تمام نبی اور رسول علم، عمل، اخلاق اور ذہانت کے اعتبار سے اپنے اپنے دور کے افضل ترین لوگ تھے۔

ب) عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کریں؟

جواب: سلسلہ نبوت و رسالت کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کا سلسلہ مکمل فرما دیا۔ آپ ﷺ "خاتم النبیین" ہیں اور آپ ﷺ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اسلام میں اس عقیدے کو عقیدہ ختم نبوت کہتے ہیں اور اس کو ماننا ایمان کا لازمی جزو ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں عقیدہ ختم نبوت واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

ترجمہ: محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

ج) نبی اکرم ﷺ کے فضائل و خصائص پر نوٹ لکھیں۔

جواب: نبوت و رسالت میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام برابر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض نبیوں کو دوسروں پر فضیلت بخشی اور ان کو بلند مقام و مرتبہ عطا کیا۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ تمام نبیوں میں سب سے افضل ہیں۔

آپ ﷺ کے نمایاں خصائص درج ذیل ہیں:

ختم نبوت:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبیوں کے سلسلے کو ختم فرما دیا۔

معراج:

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو ملاقات کرنے کے لیے اپنے پاس بلایا۔ آپ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ اس زمینی سفر کو "اسرا" اور آسمانی سفر کو "معراج" کہتے ہیں۔ معراج کے معنی بلندی کی طرف جانے کے ہیں۔

حوض کوثر:

قرآن کریم کی سب سے مختصر سورت، سورۃ الکوثر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "(اے پیغمبر ﷺ) بے شک، ہم نے تمھیں کوثر عطا کر دی ہے۔" کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے۔ احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ اس نہر کی دو نالیوں سے حوض کوثر میں پانی آتا رہے گا۔ حوض کوثر قیامت کے میدان میں ہوگا۔ اس حوض پر نبی اکرم ﷺ کی امت جنت میں داخل ہونے سے قبل پانی پیے گی۔ جو اس کا پانی پی لے گا، اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔ جنت کی اس نہر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ (مسند احمد، حدیث: 5913)

......عبادات......

......الف) اسلام میں عبادت کا جامع تصور......

......مشق......

سوال 1: درست جواب (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) عبادت کا لفظی معنی ہے:
الف) نماز پڑھنا　ب) روزہ رکھنا
ج) صدقہ و خیرات کرنا　د) بندگی کرنا ✓

ب) عبادت کا سب سے جامع تصور پیش کیا گیا ہے:
الف) دین اسلام میں ✓　ب) یہودیت میں
ج) عیسائیت میں　د) ہندومت میں

ج) صرف نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی ادائیگی عبادت کا تصور ہے:
الف) اصل　ب) صحیح ✓
ج) محدود　د) غلط

د) شریعت میں ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں سرانجام دیا جائے، کہلاتا ہے:
الف) عبادت ✓　ب) رسم
ج) فرض　د) سنت

ہ) عبد کا معنی ہے:
الف) عبادت گزار　ب) فرمان بردار غلام ✓
ج) دین دار　د) دنیادار

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) عبادت کا عمومی تصور بیان کریں۔

جواب: عبادت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنٰی "بندگی کرنا" اور "اطاعت و فرماں برداری کرنا" ہیں۔ شریعت میں ہر وہ کام جسے اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں سرانجام دیا جائے، عبادت کہلاتا ہے۔

ب) اسلام کی اہم عبادات کے نام لکھیں۔

جواب: نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج اسلام کی اہم ترین عبادات ہیں۔

ج) دینِ اسلام میں انسان کی زندگی کا کیا مقصد بتایا گیا ہے؟

جواب: اسلام میں عبادت کی بہت زیادہ اہمیت ہے کیوں کہ عبادات اللہ تعالیٰ کے قُرب کا بہترین ذریعہ ہیں۔ قرآن مجید میں انسانوں کی تخلیق کا مقصد بھی عبادت ہی بتایا گیا ہے۔

د) آیت کا ترجمہ لکھیں: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

جواب: ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

ہ) اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے والے انسان کے لیے کیا خوشخبری ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے والا انسان دنیا میں اطمینان سکون کی زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں بھی اُسے اللہ کی رضا اور جنت کی نعمتیں ملتی ہیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) عبادت کا اصلاحی معنٰی و مفہوم بیان کریں۔

جواب: عبادت کا مفہوم اور اہمیت:

عبادت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنٰی "بندگی کرنا" اور "اطاعت و فرماں برداری کرنا" ہیں۔ شریعت میں ہر وہ کام جسے اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں سرانجام دیا جائے، عبادت کہلاتا ہے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج اسلام کی اہم ترین عبادات ہیں۔

اسلام میں عبادت کی بہت زیادہ اہمیت ہے کیوں کہ عبادات اللہ تعالیٰ کے قرب کا بہترین ذریعہ ہیں۔ قرآن مجید میں انسانوں کی تخلیق کا مقصد بھی عبادت ہی بتایا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اور میں جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

ب) دینِ اسلام عبادت کا کیا تصور پیش کرتا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: اسلام میں عبادت کا تصور:

دنیا کے تمام مذاہب میں عبادت کا کوئی نہ کوئی تصور موجود ہے۔ مثلاً عیسائی گرجا گھر میں اور سکھ گردوارہ میں جا کر عبادت کرتے ہیں۔ اس طرح ہندو بھی خاص خاص تہواروں کے موقع پر مندروں میں جا کر عبادت کی رسمیں ادا کرتے ہین۔ لیکن اسلام کا تصورِ عبادت سب سے مختلف اور جامع ہے۔

یعنی انسان کی زندگی کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کا بندہ بن کر زندگی بسر کرے۔ عربی میں "بندے کے لیے" "عبد" کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں فرماں بردار غلام۔ اس کا ہر کام اپنی خواہش اور پسند نا پسند کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔ جب انسان اپنے مقصدِ حیات سے واقف ہو جاتا ہے تو اس کا ہر کام عبادت میں داخل ہو جاتا ہے۔

عبادت میں اطاعت کا مفہوم بھی شامل ہے۔ اسی لیے صرف نماز اور روزہ ہی عبادت نہیں ہے بلکہ جس کام سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے روکا ہے، اس سے رُک جانا اور جو کام کرنے کا حکم دیا ہے اس پر عمل کرنا، یہ سب عبادت ہے۔ مثلاً آپ باتیں کرتے ہوئے جھوٹ، غیبت، چغلی اور فحش گوئی سے بچتے ہیں اور ہمیشہ سچ بولتے ہیں تو یہ بھی عبادت ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ نہ کرنا بھی عبادت ہے۔ گھر میں بہن بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی عبادت ہیں۔

ج) اسلام کے تصورِ عبادت کے متعلق اُسوۂ حسنہ سے ایک واقعہ لکھیں۔

جواب: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں عبادت کرنے کا آسان طریقہ سکھایا ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر بیابانوں میں نکل جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم ہر لمحہ اپنے معمولات کو اس کی بندگی میں گزار سکتے ہیں۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ شب و روز عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی چیز سے انھیں کوئی واسطہ نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے انھیں بلا کر پوچھا: اے عثمان! کیا تم میرے طریقے سے ہٹ گئے ہو؟ انہوں عرض کی: "نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی قسم! میں تو آپ ﷺ ہی کے طریقے کا طلب گار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرا طریقہ یہ ہے کہ میں رات کو سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ کبھی روزہ (نفلی) رکھتا ہوں اور کبھی چھوڑ دیتا ہوں۔ میں نکاح بھی کرتا ہوں۔ اے عثمان! اللہ سے ڈرو۔ تمہارے اہل و عیال کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔ کبھی روزہ رکھو اور کبھی چھوڑ دو۔ رات کو نماز بھی پڑھو اور آرام بھی کرو۔

(سنن ابی داؤد: 1369)

......ب۔ طہارت و پاکیزگی......

......مشق......

سوال 1: درست جواب (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) نبی اکرم ﷺ نے طہارت کو حصہ قرار دیا:

الف) اسلام کا ب) ایمان کا ✓
ج) زندگی کا د) بندگی کا

ب) پاک صاف رہنے سے انسان بچا رہتا ہے:

الف) جھوٹ سے ب) غیبت سے
ج) چغلی سے د) بیماری سے ✓

ج) نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی دوسری وحی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دور رہنے کا حکم دیا:

الف) جھوٹ سے ب) غیبت سے
ج) لالچ سے د) ناپاکی سے ✓

د) وضو کے ذریعے سے طہارت اختیار کرنے والوں کے چہرے اور ہاتھ پاؤں قیامت کے دن ہوں گے:

الف) بڑے ب) لمبے
ج) خوب صورت د) روشن ✓

ہ) پاکیزگی حصول کا ذریعہ ہے:

الف) دولت کے ب) عزت کے
ج) شہرت کے د) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ✓

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) طہارت کا لفظی معنی بیان کریں۔

جواب: طہارت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنٰی ہے "پاک صاف ہونا۔"

ب) نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی دوسری وحی میں کس بات کا حکم دیا گیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ پر جو دوسری وحی نازل ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ نے طہارت و پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم دیا:

ترجمہ: اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ناپاکی سے دور رہو۔

ج) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے وضو کے بارے میں کیا حکم دیا ہے؟

جواب: اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی اہمیت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو ہر نماز ادا کرنے سے پہلے وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو اور سر کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں (دھو لیا کرو)۔

د) نبی اکرم ﷺ نے میلے کپڑے پہنے ہوئے شخص کو دیکھ کر کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے اس کو صفائی ستھرائی کا خیال رکھنے کا حکم دیا۔

ہ) پاک صاف رہنے سے انسان کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

جواب: پاک صاف رہنے سے انسان ظاہری و باطنی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) طہارت کا مفہوم بیان کریں۔

جواب: طہارت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنٰی ہے "پاک و صاف ہونا۔" شریعت کی اصطلاح میں طہارت کا لفظ انسان کی جسمانی اور باطنی پاکیزگی کے لیے بولا جاتا ہے۔

ب) طہارت و پاکیزگی کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: انسان فطری طور پر صفائی پسند اور گندگی سے نفرت کرنے والا ہے۔ صفائی اور پاکیزگی انسان کے مہذب اور شائستہ ہونے کی نشانی ہے۔ اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی اتنی اہمیت ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر جو دوسری وحی نازل ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ نے طہارت و پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم دیا:

ترجمہ: اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ناپاکی سے دور رہو۔

اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی اہمیت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو ہر نماز ادا کرنے سے پہلے وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو اور سر کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں (دھو لیا کرو)۔

اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے بھی طہارت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اس (قرآن) کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں، جو پاک ہیں۔

ج) طہارت پاکیزگی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے اُسوہ حسنہ کی وضاحت کریں۔

جواب: اسلام نے طہارت و پاکیزگی کو بہت اہمیت دی ہے اور اسے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ہر مسلمان پر اللہ کا حق ہے کہ سات دنوں میں ایک ایسا دن ہو کہ جس میں وہ اپنے سر اور بدن کو غسل دے۔

اور یہ نہانا اور غسل کرنا اس وقت فرض ہو جاتا ہے جب انسان کے

جسم پر ظاہری یا معنوی گندگی ہو۔ بعض احادیث میں جسم کے مختلف اعضا مثلاً
دانتوں اور منہ کی صفائی کی تلقین واضح انداز میں یوں کی گئی ہے۔
ترجمہ: اگر میرا یہ حکم امت یا لوگوں پر مشکل نہ ہوتا تو میں انھیں ہر نماز کے
وقت مسواک کرنے (دانتوں کی صفائی) کا حکم دیتا۔

طہارت کے بارے میں ہمیں نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے راہ
نمائی ملتی ہے۔ آپ ﷺ طہارت و پاکیزگی کا خاص اہتمام کرتے تھے۔
ہمیشہ صاف ستھرا لباس پہنتے، خوشبو لگاتے، سر میں تیل لگاتے، سر اور داڑھی
کے بالوں میں کنگھی کرتے، ناخن تراشتے، کثرت سے مسواک کرتے، کھانا
کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوتے اور ہمیشہ باوضو رہتے۔
نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو نماز کے لیے پاک صاف ہو کر مسجد
آنے کا حکم دیا۔
آپ ﷺ نے فرمایا:
ترجمہ: اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا ہے۔

د) باطنی اور ظاہری طہارت کا مفہوم واضح کریں۔
جواب: طہارت کے انسان پر بہت سے ظاہری و باطنی اثرات مرتب ہوتے
ہیں۔ طہارت اختیار کرنے سے انسان کا جسم بھی صاف رہتا ہے اور اسے
روحانی پاکیزگی بھی حاصل ہوتی ہے۔
باطنی طہارت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے جسم کے علاوہ دل و
دماغ کو بھی پاک صاف رکھے۔ یعنی وہ اپنے دل میں کسی کے خلاف حسد،
بغض اور کینہ نہ رکھے۔ دماغ بُرے خیالات سے پاک رکھے۔ اپنے آپ کو
بُری عادات مثلاً غیبت، چغلی، جھوٹ، فضول خرچی اور بے حیائی سے بچا کر
رکھے۔

......ج۔ نماز کی فرضیت و اہمیت......

مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) نماز لفظ ہے:
الف) اردو زبان کا ب) پنجابی زبان کا
ج) فارسی زبان کا ✓ د) عربی زبان کا

ب) صلوٰۃ کے معنی ہیں:
الف) رکن ب) عبادت
ج) دُعا ✓ د) شرط

ج) نماز اسلام کا رکن ہے:
الف) پہلا ب) دوسرا ✓
ج) تیسرا د) چوتھا

د) حدیث کے مطابق نماز ادا کرنے سے مسلمان کے گناہ جھڑ جاتے
ہیں:
الف) قطروں کی طرح ب) اولوں کی طرح
ج) شبنم کی طرح د) خشک پتوں کی طرح ✓

ہ) نماز کے فرائض ہیں:
الف) سات ب) تیرہ ✓
ج) چودہ د) پندرہ

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) نماز کی تاکید کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے
ساتھ رکوع کرو۔

ب) نماز کی اہمیت کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے اُس کی نماز کا حساب لیا
جائے گا۔

ج) ارکانِ نماز ترتیب سے لکھیں۔
جواب: ارکانِ نماز: ۱۔ تکبیر تحریمہ کہنا، ۲۔ قیام کرنا۔ ۳۔ قراءت کرنا۔ ۴۔
رکوع کرنا۔ ۵۔ سجدہ کرنا۔ ۶۔ قعدہ کرنا۔

د) باجماعت نماز کی فضیلت بیان کریں۔
جواب: باجماعت نماز کی ادائیگی سے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق اور نظم و ضبط
کی فضا قائم ہوتی ہے۔ نماز معاشرتی تعلقات کے فروغ کا ایک اہم
ذریعہ ہے۔ نماز قیامت کے دن نجات کا باعث ہوگی۔

ہ) مرد اور عورت کا ستر کیا ہے؟
جواب: نماز کے وقت ستر چھپانا ضروری ہے۔ مرد کا ستر ناف (پیٹ کے
نچلے حصے) سے گھٹنوں تک ہوتا ہے اور عورت کا پورا جسم (سوائے
ہاتھ، پاؤں اور چہرے کے) ستر ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) نماز کے فرائض کی تفصیل بیان کریں۔
جواب: نماز کے فرائض:
نماز کے درست ہونے کے لیے تیرہ چیزیں ضروری ہیں۔ ان میں
سے اگر ایک بھی رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی، یہ نماز کے فرائض کہلاتے ہیں۔
ان میں سے سات چیزیں تو وہ ہیں جن کا نماز سے پہلے اہتمام کرنا ضروری
ہے، ان کو نماز کی شرائط کہا جاتا ہے۔ اور چھے چیزوں کا نماز کے دوران میں
خیال رکھنا ضروری ہے، ان کو ارکانِ نماز کہا جاتا ہے۔

ارکانِ نماز:

نماز کے چھے فرائض ایسے ہیں جنہیں نماز کی ادائیگی کے دوران ادا
کرنا ضروری ہے، انھیں ارکانِ نماز کہا جاتا ہے۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کہنا:
تکبیر تحریمہ سے مراد نماز شروع کرنے کے لیے ''اللہ اکبر'' کہنا ہے۔
یہ تکبیر کہتے ہی انسان حالتِ نماز میں ہو جاتا ہے اور نماز میں حرام ہونے والی
چیزیں مثلاً کھانا پینا، چلنا پھرنا اور باتیں کرنا، اس کے لیے حرام ہو جاتی ہیں،
اس لیے اسے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔

۲۔ قیام کرنا:
قیام سے مراد نمازی اتنی دیر تک سیدھا کھڑا رہنا ہے جتنی دیر میں
ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات تلاوت کی جاسکیں۔

۳۔ قراءت کرنا:
قراءت سے مراد نماز میں قرآن مجید کی کم از کم ایک بڑی یا تین
چھوٹی آیات پڑھنا ہے۔

۴۔ رکوع کرنا:
رکوع کا مطلب اس قدر جھکنا ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔
نماز کی ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع کرنا فرض ہے۔

۵۔ سجدہ کرنا:
دونوں پاؤں کھڑے کر کے، گھٹنوں کے بل ہو کر، دونوں ہاتھ زمین
پر رکھ کر پیشانی زمین پر رکھنے کو سجدہ کہتے ہیں۔ ہر رکعت میں دو دفعہ سجدہ کرنا
فرض ہے۔

۶۔ قعدہ کرنا:
نماز کے آخر میں اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں تشہد (التحیات) پڑھی
جاسکے، قعدہ کہلاتا ہے۔

ب) نماز کے پانچ فوائد لکھیں۔
جواب: نماز پڑھنے سے دل کو سکون ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا
ہے۔ نماز برائیوں سے بچاتی ہے اور انسان میں پابندیِ وقت کی عادت پیدا
کرتی ہے۔ باجماعت نماز کی ادائیگی سے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق اور نظم و
ضبط کی فضا قائم ہوتی ہے۔ نماز معاشرتی تعلقات کے فروغ کا ایک اہم
ذریعہ ہے۔ نماز قیامت کے دن نجات کا باعث ہوگی۔

ج) نماز کی اہمیت و فضیلت پر ایک جامع نوٹ لکھیں۔
جواب: نماز اسلام کی اہم ترین عبادت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے نماز کی
اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ صَلَاتُہٗ

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے اُس کی نماز کا حساب لیا
جائے گا۔

تمام دیگر عبادات زمین پر فرض ہوئیں لیکن نماز کا تحفہ معراج کے موقع
پر آسمانوں پر دیا گیا۔ نماز ہر مسلمان مرد و عورت پر ہر حال میں فرض ہے۔ اگر
کوئی شخص بہت زیادہ بیمار یا ضعیف ہے تو بھی اس کو نماز لازمی ادا کرنے کا حکم
ہے۔ البتہ یہ رخصت دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز نہیں ادا کر
سکتا تو وہ بیٹھ کر یا لیٹ کر ادا کر لے۔ حتیٰ کہ انتہائی مجبوری کی حالت میں محض
اشاروں سے یا دل میں نماز ادا کی جا سکتی ہے لیکن نماز کی رخصت کسی صورت
میں نہیں دی گئی۔ یہاں تک کہ میدانِ جہاد میں اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی
خاطر برسرِ پیکار مجاہدین کو بھی نماز کی رخصت نہیں دی گئی بلکہ انہیں بھی نماز ادا
کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

نماز کی ادائیگی سے بندہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ حضرت
ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سردیوں کے موسم میں نبی اکرم ﷺ
کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ درختوں کے پتے جھڑنے کا موسم تھا۔
آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک درخت کی دو شاخیں پکڑیں تو
ان کے پتے گرنے لگے۔ آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کیا اور فرمایا: ''اے
ابوذرا'' میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں۔ آپ
ﷺ نے فرمایا:
ترجمہ: جب کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوش نودی کے لیے نماز ادا کرتا
ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے
جھڑ رہے ہیں۔ (مسند احمد:1012)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:
ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جو شخص اچھی طرح وضو
کرے، نمازوں کی خشوع و خضوع کے ساتھ ان کے وقت پر ادا کرے اور
رکوع ٹھیک طرح سے کرے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو معاف کر دے
گا۔ (سنن ابی داؤد:425)

سوال 4: کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملائیں۔

کالم الف	کالم ب
تکبیر تحریمہ	ایک مرتبہ
ایک رکعت میں رکوع	دو مرتبہ
شرائط نماز	چھے
ارکان نماز	اللہ اکبر
ایک رکعت میں سجدہ	سات

باب سوم......

سیرت طیبہ ﷺ......

الف۔ نبی اکرم ﷺ اور مدنی معاشرے کا قیام......

مشق......

سوال 1: درست جواب (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے تشریف لے گئے:
(الف) طائف (ب) تبوک
(ج) نجران (د) مدینہ منورہ ✓

(ب) مسجد نبوی میں رہتے تھے:
(الف) اصحاب مدینہ (ب) اصحاب فیل
(ج) اصحاب صفہ ✓ (د) اصحاب مکہ

(ج) مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ نے گھر میں قیام فرمایا:
(الف) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
(ب) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
(ج) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
(د) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ✓

(د) مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے نبی اکرم ﷺ نے مسجد تعمیر فرمائی:
(الف) مسجد نبوی (ب) مسجد قبا ✓
(ج) مسجد قبلتین (د) مسجد جن

(ہ) مواخات کے معنی ہیں:
(الف) بھائی چارہ ✓ (ب) رشتہ داری
(ج) قرابت داری (د) دوستی

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

(الف) مواخات مدینہ کا مقصد کیا تھا؟
جواب: مواخات مدینہ کا مقصد مکہ مکرمہ کے بے گھر اور بے سروسامان مہاجرین کو رہنے کے لیے جگہ اور آپس میں بھائی چارہ قائم کرنا تھا۔

(ب) اصحاب صفہ کون تھے؟
جواب: اصحاب صفہ وہ لوگ تھے جن کا گھر بار اور اہل و عیال نہیں تھے۔ اُن کی تعلیم کا مرکز صُفہ تھا۔

(ج) مسجد نبوی کی معاشرتی اہمیت بیان کریں؟
جواب: مدینہ کی ریاست کا سیکرٹریٹ اور مسلم معاشرے کا مرکز تھا۔ تمام اہم اجلاس اور مشورے، عدالتی فیصلے، نکاح اور دیگر اجتماعی و سماجی سرگرمیاں اسی مسجد میں انجام پاتی تھیں۔ تمام جنگی لشکر و تجارتی قافلے اسی مسجد سے روانہ کیے جاتے تھے۔

(د) مواخات مدینہ میں انصار اور مہاجرین کا رد عمل تحریر کریں۔
جواب: انصار مہاجرین کی اس مواخات کے بعد انصاری مسلمانوں نے جس طرح دل کھول کر اپنے مہاجر بھائیوں کی ضروریات کو پورا کیا اس کی مثال نہیں ملتی اپنا سازو سامان، مکانات اور زمینیں پیش کیں۔ مہاجرین نے سازو سامان لینے سے انکار کیا اور خود کام کاج اور تجارت کر کے اپنے حالات بہتر کرنے کا تہیہ کیا۔ تاہم مہاجرین کو مکانات اور زمینیں انصار ہی نے عطیہ کیں۔

(ہ) مدنی معاشرے کی روشنی میں معاشرے کی بہتری کے لیے دو تجاویز تحریر کریں۔
جواب: 1) مسلمان آپس میں ایثار و ہمدردی کا مظاہرہ کریں
2) ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(الف) مدنی معاشرے کی تشکیل میں مواخات مدینہ کی اہمیت بیان کریں۔
جواب: مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں کے پاس نہ مال تھا نہ زمینیں۔ وہ بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ یہاں اُن کے لیے رہنے کو کوئی ٹھکانہ تھا نہ روزی کا کوئی انتظام تھا۔ یہ مہاجرین تعداد میں بھی زیادہ تھے۔ روز بروز اس تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ ادھر مدینے میں نہ کوئی بڑی دولت تھی نہ آمدنی کے بہت زیادہ وسائل ذرائع تھے۔

انصار مدینہ مقامی باشندے ہونے کی بنا پر کچھ نہ کچھ وسائل و ذرائع رکھتے تھے۔ ان کے تعاون اور مہمان نوازی سے ہی مہاجرین کے کھانے پینے کی ضروریات پوری ہو رہی تھیں۔ اس لیے مہاجرین کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مستقل انتظام کی ضرورت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر مکمل ہوتے ہی مسلمانوں کو ایک مکان میں جمع کیا۔ ان میں پینتالیس مہاجرین تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا: یہ تمہارے بھائی ہیں اور پھر ایک مہاجر اور ایک انصاری کو ملا کر فرماتے: یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔ اس بھائی چارے کو مواخات کہا جاتا ہے۔

انصار و مہاجرین کی اس مواخات کے بعد انصاری مسلمانوں نے جس طرح دل کھول کر اپنے مہاجر بھائیوں کی ضروریات کو پورا کیا اس کی مثال نہیں ملتی اپنا سازو سامان، مکانات اور زمینیں پیش کیں۔ مہاجرین نے

سازو سامان لینے سے انکار کیا اور خود کام کاج اور تجارت کر کے اپنے حالات بہتر کرنے کا تہیہ کیا۔ تاہم مہاجرین کو مکانات اور زمینیں انصار ہی نے عطیہ کیں۔

مہاجرین و انصار کا یہ رشتہ حقیقی رشتہ بن گیا۔ کوئی انصاری فوت ہو جاتا تو مہاجر اس کی جائیداد کا وارث ہوتا۔ مسلمان انصار کے اس ایثار پر ہمیشہ ناز کریں گے اور انسانی تاریخ میں یہ واقعہ بے مثال رہے گا۔ مواخات مدینہ میں دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے یہ پیغام ہے کہ اصل رشتہ کلمے کا رشتہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جاہلیت کے تعصبات کو ختم کر کے تمام لوگوں کو ایک کلمہ اور نظریے کی بنیاد پر جمع کر دیا۔

(ب) نبی اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ آمد پر اہل مدینہ نے آپ ﷺ کا استقبال کس طرح کیا؟
جواب: جب مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کے سفر ہجرت کی خبر پہنچی تو اہل شہر روزانہ آپ ﷺ کے استقبال کے لیے شہر سے باہر نکل کر انتظار کرتے۔ بالآخر ان کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کا ورود مسعود ہوا۔

مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے آپ ﷺ نے مدینہ سے باہر "قبا" نام کی ایک بستی میں کچھ روز قیام فرمایا۔ یہاں پر آپ ﷺ نے ایک مسجد تعمیر فرمائی، جسے مسجد قبا کہتے ہیں۔

تعمیر مسجد کے بعد آپ ﷺ جمعہ کے روز مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں آپ ﷺ نے بنی سالم کے محلہ میں پہلی نماز جمعہ ادا فرمائی۔ آپ ﷺ کے استقبال کے لیے سارا مدینہ اُمڈ آیا۔ آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ انصار مدینہ قبا سے مدینہ تک راستے کے دونوں جانب صفیں باندھے کھڑے تھے اور نعرہ تکبیر بلند کر رہے تھے۔ انصار کی چھوٹی چھوٹی بچیاں دف بجا بجا کر اپنے محبوب مہمان کا درج ذیل الفاظ میں استقبال کر رہی تھیں:

طلع	البدر	علینا	من	ثنیات	الوداع
وجب	الشکر	علینا	ما	دعا للہ	داع
ایھا	المبعوث	فینا	جئت	بالامر	المطاع

مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں قیام فرمایا۔

(ج) ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کو کن مسائل کا سامنا کرنا پڑا؟
جواب: مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں کے پاس نہ مال تھا نہ زمینیں۔ وہ بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ یہاں اُن کے لیے رہنے کو کوئی ٹھکانہ تھا نہ روزی کا کوئی انتظام تھا۔ یہ مہاجرین تعداد میں بھی زیادہ تھے۔ روز بروز اس تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ ادھر مدینے میں نہ کوئی بڑی دولت تھی نہ آمدنی کے بہت زیادہ وسائل ذرائع تھے۔

انصار مدینہ مقامی باشندے ہونے کی بنا پر کچھ نہ کچھ وسائل و ذرائع رکھتے تھے۔ ان کے تعاون اور مہمان نوازی سے ہی مہاجرین کے کھانے پینے کی ضروریات پوری ہو رہی تھیں۔ اس لیے مہاجرین کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مستقل انتظام کی ضرورت تھی۔

ب۔ ریاست مدینہ کا قیام......

مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) معاہدہ کی رو سے ہر فریق کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔
(الف) معاشی آزادی (ب) فیصلہ کی آزادی
(ج) اظہار رائے کی آزادی (د) مذہبی آزادی ✓

(ب) معاہدے کی ایک شق کے مطابق جھگڑے کا فیصلہ فرمائیں گے:
(الف) مدینہ کے رہائشی (ب) انصار
(ج) مہاجرین (د) رسول اللہ ﷺ ✓

(ج) مدینہ منورہ میں کچھ قبائل آباد تھے:
(الف) یہود کے ✓ (ب) نصاریٰ کے
(ج) مشرکین کے (د) کفار کے

(د) آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں یہودیوں کے غلبے کے مقام پر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے بنیاد رکھی:
(الف) عرب کی ثقافت کی (ب) عربی زبان کی
(ج) اسلامی ریاست کی ✓ (د) دارارقم کی

(ہ) تحویل قبلہ کا حکم دیا گیا۔
(الف) سُوْرَةُ الْفَاتِحَة میں (ب) سُوْرَةُ النِّسَاء میں
(ج) سُوْرَةُ الْبَقَرَة میں ✓ (د) سُوْرَةُ الْمَائِدَة میں

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

(الف) نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے دو بڑے مقاصد کیا تھے؟
جواب: رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد اسلام کی تبلیغ اور اسلامی ریاست اور معاشرے کا قیام تھا۔

(ب) مدینہ منورہ میں بھائی چارے کی فضا سے کیا فوائد حاصل ہوئے؟
جواب: آپ ﷺ نے سب سے پہلے انصار اور مہاجرین کو بھائی چارے کے رشتے کے ذریعے سے ایک مضبوط اور متحد جماعت بنا دیا۔ اس موقع پر انصار نے جس فیاضی، ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کیا، وہ بے

مثال تھا۔

ج) مدینہ منورہ کے یہودی قبائل کس طرح سازشوں اور جنگ وفساد کی آگ بھڑکانے کے ماہر تھے؟

جواب: مدینہ کے یہودی سازشوں اور جنگ فساد کی آگ بڑکانے میں بہت ماہر تھے۔ یہ قبائل کو لڑا کر خود ان کی تباہی و بربادی کا تماشا دیکھتے رہتے۔ لڑنے والے قبائل کو جنگی ضروریات کے لیے سودی قرض دیتے تاکہ سرمائے کی کمی کی وجہ سے جنگ سرد نہ پڑے۔

د) نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کی نوخیز ریاست کو داخلی طور پر مستحکم اور بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کے لیے کیا اہم فیصلہ کیا؟

جواب: مدینہ کی نوخیز ریاست کو داخلی طور پر مستحکم اور بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے شہر اور بیرون شہر کے یہودی باشندوں سے بھی ایک معاہدہ کرلیا۔ جسے میثاق مدینہ کہا جاتا ہے۔

ہ) تحویل قبلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: تحویل قبلہ سے مراد یہ کہ مسلمانوں کے لیے اب بیت المقدس کی بجائے کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) میثاق مدینہ سے کیا مراد ہے؟ اس کی اہم دفعات تحریر کریں۔

جواب: رسول اللہ ﷺ نے شہر اور بیرون شہر کے یہودی باشندوں سے بھی ایک معاہدہ کرلیا۔ جسے میثاق مدینہ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے کے اہم دفعات درج ذیل ہیں:

۱۔ خون بہا اور فدیہ کا قدیم طریقہ برقرار رہے گا۔
۲۔ ہر فریق کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔
۳۔ مسلمانوں اور یہود اپنے اپنے اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے۔
۴۔ کسی فریق پر حملہ کرنے والے دشمن کا مقابلہ سب مل کر کریں گے۔
۵۔ شرکائے معاہدہ کے باہمی تعلقات دوستانہ ہوں گے۔
۶۔ کوئی فریق قریش کو پناہ نہیں دے گا۔
۷۔ معاہدے کے تمام شرکا پر مدینہ میں ہنگامہ آرائی اور خونریزی حرام ہوگی۔
۸۔ مدینہ منورہ پر حملہ کی صورت میں سب مل کر دفاع کریں گے۔
۹۔ مظلوم کی مدد کی جائے گی اور کسی ظالم یا مجرم کی حمایت نہیں کی جائے گی۔
۱۰۔ جھگڑے کا فیصلہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ فرمائیں گے۔

ب) میثاق مدینہ کے کیا نتائج برآمد ہوئے؟

جواب: میثاق مدینہ کے نتائج یہ تھے۔

☆ اس معاہدے کے نتیجے میں مدینہ اور اس کے اردگرد کے علاقے ایک حکومت کے تحت آگئے۔
☆ معاہدے کے نتیجے میں مدینہ اور اردگرد کے علاقوں میں امن وامان قائم ہوا۔
☆ مسلمان علاقائی سازشوں سے محفوظ ہوگئے۔
☆ میثاق مدینہ کی بنیاد پر اسلامی ریاست وجود میں آئی۔
☆ میثاق مدینہ میں ہر کسی کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دی گئی۔ جس کی وجہ سے مذہبی رواداری پیدا ہوئی۔
☆ مدینہ منورہ کا دفاع مضبوط ہوا۔

یہ معاہدہ ہر دور کے لوگوں کو دوست اور دشمن کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی بہترین بنیادیں فراہم کرتا ہے۔

ج) ریاست مدینہ کے قیام کا مقصد نکات کی صورت میں تحریر کریں۔

جواب: ریاست مدینہ کے قیام کا مقصد:

۱۔ مسلمانوں میں باہمی الفت ومحبت کا اظہار۔
۲۔ مسلمانون میں حقیقی بھائی چارہ قائم کرنا۔
۳۔ مسلمانوں میں دینی اور دعوتی سرگرمیوں کا فروغ۔
۴۔ مدینہ منورہ کو ہر قسم اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنا۔

......ج۔ ریاست مدینہ کا استحکام: جہاد، غزوۂ بدر......

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) غزوۂ بدر ہوا:
الف) 10 رمضان المبارک کو　ب) 16 رمضان المبارک کو
ج) 17 رمضان المبارک کو ✓　د) 20 رمضان المبارک کو

ب) غزوۂ بدر میں مسلمانوں کا لشکر مشتمل تھا:
الف) 215 افراد پر　ب) 233 افراد پر
ج) 303 افراد پر　د) 313 افراد پر ✓

ج) اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کا نام دیا ہے:
الف) یوم النجات　ب) یوم الفتح
ج) یوم الدین　د) یوم الفرقان ✓

د) عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستہ مشتمل تھا:
الف) دس صحابہ پر ✓　ب) گیارہ صحابہ پر

ج) بارہ صحابہ پر　د) تیرہ صحابہ پر

ہ) قریش مکہ نے خط لکھا:
الف) ابوجہل کو ✓　ب) عتبہ کو
ج) شیبہ کو　د) عبداللہ بن اُبی کو

و) غزوۂ بدر میں کفار مکہ کا سپہ سالار تھا:
الف) ابوسفیان　ب) ابوجہل ✓
ج) شیبہ　د) عتبہ

ز) اسلام دین ہے:
الف) امن کا ✓　ب) فیصلے کا
ج) بدلے کا　د) آزمائش کا

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) غزوہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: غزوہ اس فوجی مہم کو کہتے ہیں جس میں نبی اکرم ﷺ خود تشریف لے گئے ہوں خواہ جنگ نہ بھی ہوئی ہو۔

ب) میدان بدر مدینہ منورہ سے کتنے فاصلے پر ہے؟

جواب: میدان بدر مدینہ منورہ سے 70 میل کے فاصلے پر ہے؟

ج) جنگ بدر میں مسلمانوں کا جھنڈا کس کے ہاتھ میں تھا؟

جواب: جنگ بدر میں مسلمانوں کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں تھا۔

د) کرز بن جابر فہری کون تھا؟

جواب: کرز بن جابر قریش کی طرف سے مسلمانوں کے اونٹوں اور چراگاہوں پر حملہ کرتا تھا۔

ہ) غزوۂ بدر کا سبب کون سا واقعہ بنا؟

جواب: ابوسفیان کو مسلمانوں کی طرف سے تجارتی قافلے پر حملے کی اطلاع غزوہ بدر کا سبب بنا۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) غزوہ اور سریہ میں فرق بتائیں۔

جواب: غزوہ اُس فوجی مہم کو کہتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ خود تشریف لے گئے ہوں خواہ جنگ نہ بھی ہوئی ہو۔ غزوہ کی جمع غزوات ہے۔

جبکہ سریہ وہ فوجی مہم ہے جس میں رسول اکرم ﷺ خود تشریف نہ لے گئے ہوں۔ سریہ کی جمع سرایا ہے۔

ب) غزوہ بدر کے اسباب بیان کریں۔

جواب: قریش تجارت پیشہ لوگ تھے۔ ان کی تجارتی گزرگاہ مدینہ منورہ کے قریب سے گزرتی تھی۔ انہوں نے اپنے سردار ابوسفیان کو ایک بڑے تجارتی قافلے کا سربراہ بنا کر شام کی طرف بھیجا۔ چونکہ قریش نے مسلمانوں کو پہلے اُن کے مالوں، جائیدادوں اور گھروں سے محروم کیا تھا اور اب مدینہ منورہ میں بھی اُن کو سکون سے نہیں رہنے دے رہے تھے۔ اس لیے رسول اکرم ﷺ نے قریش کو معاشی دباؤ میں لانے کی خاطر اس قافلے کو روکنے کا فیصلہ کیا۔ ابوسفیان کو آپ کے اس فیصلے کی اطلاع مل گئی۔ چانچہ اس نے مکہ میں پیغام بھیجا کہ میرے قافلے کو مسلمانوں کے حملے سے بچایا جائے۔ اُس کے پیغام کے جواب میں مکہ سے ایک بڑا لشکر مسلمانوں سے مقابلے کے لیے چل پڑا۔ اُدھر ابوسفیان نے رسول اکرم ﷺ کی آمد کی اطلاع پا کر اپنا راستہ بدل لیا اور قافلہ بحفاظت مکہ پہنچ گیا۔ اُس نے مکی لشکر کو بھی اطلاع دی کہ آپ لوگ واپس آجائیں مگر ابوجہل نے اصرار کیا کہ اب ہم محمد (ﷺ) اور اُس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے ہی واپس آئیں گے۔

ج) غزوۂ بدر کے واقعات اور نتائج کا خلاصہ تحریر کریں۔

جواب: آپ ﷺ جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ کل تین سو تیرہ (313) مجاہدین تھے۔ آپ ﷺ کے پاس اسلحہ، سواریوں اور فوجی ساز وسامان کی شدید کمی تھی۔ اُن میں بیاسی (82) مہاجرین اور باقی سب انصار تھے۔ اسلامی فوج کے پاس صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ تین آدمیوں کے لیے صرف ایک سواری تھی۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بھی دو صحابی سواری پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ اس فوج کے سپہ سالار سرور عالم حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ تھے۔ فوج کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا گیا تھا۔

مکی لشکر کی روانگی:

کفار مکہ کا لشکر ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا، جس کا سپہ سالار ابوجہل تھا۔ اس کے پاس اسلحے اور فوجی ساز وسامان کی بھی کثرت تھی۔ مکی لشکر کے پاس سو گھوڑے اور چھ سو زرہیں تھیں۔ یہ لوگ اپنے گھروں سے اکڑتے اور فخر کرتے ہوئے نکلے۔ ان کا خیال تھا کہ ہمارے مقابلے میں مسلمانوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہم اُن کو آسانی سے شکست دے دیں گے۔ فتح کے اس تصور نے اُن کو مغرور بنا دیا تھا۔

دونوں فوجیں آمنے سامنے:

17 رمضان المبارک 2ھ کو دونوں فوجوں نے میدان بدر میں آمنے سامنے ڈیرے ڈال دیے۔ ان میں سے ایک گروہ حق پر تھا اور دوسرا باطل پر۔ لڑائی سے ایک رات پہلے بارش ہوئی۔ جس سے مجاہدین تازہ دم ہوگئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی انکساری کے ساتھ جنگ میں کامیابی کے لیے دُعا کی۔

awazeinqilab.com

لڑائی کے آغاز سے پہلے کفار کی طرف سے تین آدمی عتبہ، شیبہ اور ولید میدان میں آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے مقابلے کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ پہلے ہی مقابلے میں مسلمانوں نے تینوں کافروں کو ڈھیر کر دیا۔ اس کے بعد عام لڑائی شروع ہوگئی۔ مسلمان انتہائی بہادری سے لڑے۔

ادھر مسلمانوں کی قلت تعداد و وسائل کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نہایت فکر مند تھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو کر دعا فرما رہے تھے۔ دعا کے دوران آپ ﷺ کے کندھے سے چادر گر جاتی جسے حضرت ابوبکر صدیق جو آپ ﷺ کے ہمراہ تھے، اٹھا کر درست کر دیتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: عنقریب یہ فوج شکست کھا جائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گی۔

کافروں کے سپہ سالار ابو جہل کو دو نوجوان مجاہدین معاذ اور معوذ نے قتل کیا۔ جلد ہی کفار کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور اُن پر شکست کے آثار نمودار ہونے لگے۔ یہاں تک کہ انہوں نے میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ اُن کے ستر (70) سرکردہ افراد قتل ہوگئے اور ستر (70) کو مسلمانوں نے قیدی بنالیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے اس پہلے معرکے میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتح سے سرفراز فرمایا۔ اس غزوہ میں چودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی جام شہادت نوش کیا۔

......د۔ غزوۂ اُحد......

......مشق......

سوال 1: درست جواب (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) اُحد کے پہاڑ مدینہ منورہ سے فاصلے پر ہے:

الف) دو کلومیٹر ب) ساڑھے تین کلومیٹر

ج) چار کلومیٹر د) ساڑھے پانچ کلومیٹر ✓

ب) غزوۂ اُحد میں مسلمان فوج کی تعداد تھی:

الف) 313 ب) 700✓

ج) 1000 د) 3000

ج) غزوۂ اُحد میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے:

الف) پچاس ب) ساٹھ

ج) ستر ✓ د) اسّی

د) غزوۂ اُحد میں کفار مکہ کی تعداد تھی:

الف) 1000 ب) 700

ج) 313 د) 3000✓

ہ) رسول اکرم ﷺ کے ہم شکل صحابی کا نام تھا:

الف) حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ب) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

د) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓

و) جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے مدینے کی ایک چراگاہ پر حملہ کیا:

الف) مکہ مکرمہ کے ایک سردار عبداللہ بن اُبی نے

ب) مکہ مکرمہ کے ایک سردار ابو جہل نے

ج) مکہ مکرمہ کے ایک سردار ابوسفیان نے ✓

د) مکہ مکرمہ کے ایک سردار کعب بن اشرف نے

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) غزوۂ اُحد کی وجہ تسمیہ بیان کریں۔

جواب: مدینہ منورہ کے قریبا ایک پہاڑ کا نام اُحد ہے۔ یہ شہر سے ساڑھے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ غزوہ بدر کے بعد شوال 3ھ میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان اُحد کے دامن میں ایک جنگ لڑی گئی، جسے غزوہ اُحد کہا جاتا ہے۔

ب) غزوۂ اُحد کے دو اسباب تحریر کریں۔

جواب: (ا) غزوہ بدر میں شکست کا غم

(۲) مدینہ کی اسلامی ریاست کی کامیابی کا غم

ج) غزوۂ اُحد میں کفار مکہ کے پاس جنگی ساز و سامان کیا تھا؟

جواب: کفار نے بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے جنگی ساز و سامان سے لیس تین ہزار (3000) افراد پر مشتمل ایک زبردست فوج تیار کی۔ اس فوج میں سات سو (700) زرہ پوش سپاہی اور ایک سو (100) ماہر تیر انداز تھے۔ فوجیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے مکے کی خواتین بھی فوج کے ساتھ تھیں۔

د) غزوۂ احد میں کون سے دو کم سن صحابیوں کو جنگ میں شرکت کی اجازت ملی؟

جواب: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہ) پہاڑی درے پر کس صحابی کی قیادت میں کتنے تیر انداز متعین کیے گئے تھے؟

جواب: پہاڑی درے پر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی قیادت میں 50 تیر انداز مقرر کیے گئے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) غزوۂ اُحد کے واقعات کا خلاصہ تحریر کریں۔

جواب: کفار نے بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے جنگی ساز و سامان سے لیس تین ہزار (3000) افراد پر مشتمل ایک زبردست فوج تیار کی۔ اس فوج مین سات سو (700) زرہ پوش سپاہی اور ایک سو (100) ماہر تیر انداز تھے۔ فوجیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے مکے کی خواتین بھی فوج کے ساتھ تھیں۔ یہ لشکر شوال 3 ہجری کے آغاز میں مکہ سے روانہ ہوا۔

اِدھر نبی اکرم ﷺ بھی اہل مکہ کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ جوں ہی آپ ﷺ کو مشرکین مکہ کے روانہ ہونے کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا۔ آپ ﷺ نے یہ رائے پیش کی کہ ہمیں شہر میں رہ کر ہی اپنا دفاع کرنا چاہیے مگر نوجوان صحابہ نے اسے اپنی شان کے خلاف سمجھا اور رائے دی کہ ہمیں کھلے میدان میں دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اُن کے اصرار پر آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے باہر نکل کر کفار کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس موقع پر ایک شخص عبداللہ بن اُبی نے شہر سے باہر نکل کر لڑنے کی مخالفت کی۔

نبی اکرم ﷺ ایک ہزار (1000) مجاہدین کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ راستے میں آپ نے فوج کا معائنہ فرمایا۔ بہت سے کم عمر نوجوان بھی جذبہ جہاد کی وجہ سے فوج کے ساتھ آگئے تھے۔ آپ ﷺ نے اُن کم عمر لڑکوں کو واپس کر دیا اور اُن کو لڑائی میں شرکت کی اجازت نہیں دی۔ البتہ دو لڑکوں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصرار کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی، تو انھیں اجازت دے دی گئی۔

نبی اکرم ﷺ اپنے لشکر کے ہمراہ میدان جنگ کے قریب پہنچنے ہی والے تھے کہ اس نازک موقع پر عبداللہ بن ابی اپنے قبیلے کے تین سو (300) افراد کے ساتھ اسلامی فوج سے الگ ہوگیا۔ یہ شخص ظاہری طور پر اسلام کی حمایت میں نکلا تھا۔ دراصل یہ منافق تھا۔ اب اسلامی لشکر کی تعداد صرف سات سو (700) رہ گئی تھی۔ آپ ﷺ باقی مجاہدین کے ساتھ میدان جنگ میں تشریف لائے۔ اسلامی لشکر کی پچھلی جانب اُحد کا پہاڑ تھا اور سامنے لشکر قریش کا کیمپ تھا۔ اسلامی فوج کی پچھلی جانب ایک درہ تھا جس سے دشمن فائدہ اٹھا سکتا تھا اور مسلمان فوج پر بے خبری میں حملہ کر سکتا تھا۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں پچاس (50) ماہر تیر انداز اس درے پر تعینات کر دیے اور انہیں تاکید کی کہ فتح ہو یا شکست تم کسی صورت بھی درہ نہیں چھوڑو گے۔

جنگ کا آغاز:

لڑائی کا آغاز انفرادی مقابلے سے ہوا جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مدمقابل کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد عام لڑائی کا آغاز ہوا۔ مسلمانوں نے بہت سے مشرکین کو جہنم واصل کیا۔ نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں ہاتھوں سے تلوار چلاتے رہے اور جو مشرک بھی سامنے آتا اُسے مار گراتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک حبشی غلام جس کا نام وحشی تھا، گھات لگائے ایک پتھر کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اس نے اچانک حملہ کر کے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ مسلمانوں کی تعداد کافروں کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اس کے باوجود مجاہدین اسلام اس بہادری سے لڑے کہ دشمن کے قدم اُکھڑنا شروع ہوگئے۔

مسلمان مجاہدین کی جواں مردی نے دشمن کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ دشمن بھاگ گیا تو مسلمان مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہوگئے۔ درے میں متعین مجاہدین نے سمجھا کہ اب لڑائی ختم ہو چکی ہے۔ دشمن بھاگ گیا ہے۔ اس لیے اُن میں سے بہت سے لوگ درہ چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہوگئے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو ایسا کرنے سے روکا لیکن وہ نہ رُکے۔ درے پہان کے ساتھ صرف دس (10) تیر انداز رہ گئے۔ دشمن پہلے اس درے پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اُس نے مسلمان فوج کی اس کمزوری کا فائدہ اُٹھایا اور خالد بن ولید کی قیادت میں درے سے اسلامی فوج پر حملہ کر دیا۔ درے پر موجود تیر اندازوں نے حملہ آوروں کو روکنے کی پوری کوشش کی مگر تھوڑے ہونے کے باعث وہ مقابلہ نہ کر سکے۔ سب کے سب جام شہادت نوش کر گئے۔ اس اچانک حملے نے مسلمان فوج کو سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور ستر (70) مسلمان مجاہدین شہید ہوگئے۔

ب) غزوۂ اُحد کے نتائج بیان کریں۔

جواب: ☆ اس غزوہ میں عارضی شکست کا سبب تیر اندازوں کی غلطی تھی۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ اور اپنے امیر کی اطاعت نہیں کی۔ اس عارضی شکست نے مسلمانوں پر اطاعت رسول اور اطاعت امیر کی اہمیت واضح کر دی۔

☆ اس جنگ کے موقع پر منافقین مدینہ اپنے طرز عمل سے پہچان لیے گئے۔

☆ اس جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت رسول کے مظاہر

awazeinqilab.com

خوب نکھر کر سامنے آئے۔

☆ جنگ کے بعد کفار کے تعاقب نے مسلمانوں کی پوزیشن کو دوبارہ مضبوط کر دیا اور کفار شکست کھا کر اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔

ج) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ لکھیں۔

جواب: نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں ہاتھوں سے تلوار چلاتے رہے اور جو مشرک بھی سامنے آتا اُسے مار گراتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک حبشی غلام جس کا نام وحشی تھا، گھات لگائے ایک پتھر کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اس نے اچانک حملہ کر کے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔

......ہ۔ نبی کریم ﷺ سے محبت واطاعت......

......مشق......

سوال 1: درست جواب (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) اگر کسی شخص کے دل میں رسول اکرم ﷺ کی والہانہ محبت موجود نہیں تو وہ کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا:

الف) مسلمان ✓ ب) روزہ دار
ج) عبادت گزار د) پرہیزگار

ب) اُس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک سب لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کریں:

الف) والدین سے ب) اولاد سے
ج) اساتذہ کرام سے د) رسول اکرم ﷺ ✓

ج) فرمانِ الٰہی کے مطابق اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو اختیار کرو۔

الف) شب بیداری
ب) رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری ✓
ج) دنیاوی مصروفیات سے دوری
د) باوضو رہنا

د) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کو ہمارے لیے قرار دیا ہے:

الف) بہترین تحفہ ب) بہترین حصہ
ج) بہترین نمونہ ✓ د) بہترین تمغہ

ہ) رسول اکرم ﷺ کے طریقے کو کہتے ہیں:

الف) سنت ✓ ب) شریعہ
ج) اجتہاد د) فقہ

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) شہادت سے پہلے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کفار نے کیا پیشکش کی اور انہوں نے اس پیشکش کا کیا جواب دیا؟

جواب: کفار میں سے ایک شخص نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے خبیب! اب تو تم سوچتے ہو گے کہ تمہاری جگہ محمد (ﷺ) ہوتے اور تمہاری جان بچ جاتی۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً جواب دیا: میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے گھر میں آرام کروں اور میرے آقا حضرت محمد ﷺ کے قدم مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔ کفار حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جواب سن کر حیران رہ گئے۔

ب) ہم اپنے طور طریقوں کو کس طرح سنت رسول ﷺ کے مطابق ڈھال سکتے ہیں؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ اپنے طور طریقوں، عادات، کھانے پینے، رہنے سہنے، پہننے اوڑھنے ہر کام میں رسول اکرم ﷺ کی سنت پر چلیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کے بارے میں جانیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کے واقعات پڑھ کر ہمارا دل آپ ﷺ کی محبت سے سرشار ہو جائے۔ آپ ﷺ کی عزت اور احترام بڑھ جائے۔ آپ ﷺ کے کلام کو شوق سے سنیں۔ آپ ﷺ کے کلام کو سب سے بہترین جانیں۔

ج) قرآن مجید کی آیت کی روشنی میں کن چیزوں کو قبول کرنا چاہیے اور کن چیزوں سے باز رہنا چاہیے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ کی اطاعت نہ ہو تو کسی شخص کی کوئی عبادت اور کوئی نیک کام قبول نہیں ہو سکتا۔ فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔

د) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور بے شمار کامیابیاں و برکات حاصل کرنے کے لیے کیا ضروری ہے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا اُسوہ یعنی نمونہ ہماری زندگی کے ہر کام میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی ہر مسلمان کے لیے رہنما ہے۔ جو شخص بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اسے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ بنانا فرض ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے روشنی بھی ہے اور قانون بھی۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی اکرم ﷺ سے بے پایاں محبت اور جان نثاری کا کوئی واقعہ تحریر کریں۔

جواب: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ راستے میں دشمنوں نے اس قافلے پر حملہ کیا۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہو گئے جبکہ دو صحابی گرفتار ہوئے۔ ان میں ایک صحابی کا نام حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ دشمنوں نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ میں لے جا کر بیچ دیا۔ کفار مکہ مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ انہوں نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک کھلے میدان میں درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ سب لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے خبیب! اب تو تم سوچتے ہو گے کہ تمہاری جگہ محمد ﷺ ہوتے اور تمہاری جان بچ جاتی۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً جواب دیا: میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے گھر میں آرام کروں اور میرے آقا حضرت محمد ﷺ کے قدم مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔ کفار حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جواب سن کر حیران رہ گئے۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی شخص موت کے سامنے دیکھ کر بھی ایسی محبت اور اطاعت کا اظہار کر سکتا ہے۔ لیکن حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے اس جواب نے انہیں بتا دیا کہ محبت رسول ﷺ کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ یہ تو ہر مسلمان کا سرمایہ حیات اور مقصد زندگی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نبی اکرم ﷺ سے یہ بے پایاں محبت اور جان نثاری درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ کا صحیح مصداق اور عملی تفسیر تھی کہ:

ترجمہ: نبی ایمان والوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے مالک ہیں۔

ب) نبی اکرم ﷺ سے محبت اور اطاعت کا عملی اظہار کیسے کیا جا سکتا ہے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ سے محبت کا طریقہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا جو پیغام ہمارے لیے لائے اس کو محبت کے ساتھ مانیں۔ اس پیغام کو خوشی سے قبول کریں۔ اس پیغام کی ویسے قدر کریں جیسے اس کا حق ہے۔ آپ ﷺ کے طریقے کے سوا کوئی طریقہ نہ اپنائیں۔ آپ ﷺ نے جو تعلیم دی اُس پر بہترین طریقے سے عمل کریں۔ آپ ﷺ نے جن کاموں کو کرنا فرض بتایا ہے اُن کو فرض جان کر ادا کریں۔ جن کاموں کو حرام قرار دیا ہے اُن سے رک جائیں۔

ج) رسول اکرم ﷺ کا اُسوہ زندگی کے ہر کام میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ وضاحت کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کو ہمارے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(سورۃ الاحزاب 33 آیت نمبر 21)

ترجمہ: بیشک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لیے نہایت عمدہ نمونہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا اُسوہ یعنی نمونہ ہماری زندگی کے ہر کام میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی ہر مسلمان کے لیے رہنما ہے۔ جو شخص بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اسے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ بنانا فرض ہے۔

و۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا بچوں سے حسن سلوک

......مشق......

سوال 1: درست جواب (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے بیٹے تھے۔

الف) حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ج) حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓
د) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ب) نبی اکرم ﷺ کبھی کبھی اٹھا کر نماز ادا کرتے، سجدے میں جاتے وقت انھیں زمین پر بٹھا دیتے اور کھڑے ہوتے وقت دوبارہ اٹھا لیتے:

الف) حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ب) حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ✓
ج) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
د) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج) حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد میں آ جاتے تو آپ ﷺ انھیں بٹھاتے:

الف) مسجد سے باہر ب) لوگوں کے پیچھے
ج) اپنے سامنے ✓ د) منبر کے پیچھے

د) غزوہ موتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ان کے بچوں سے شفقت کا اظہار فرمایا:

الف) ان کے گھر جا کر ✓ ب) مسجد نبوی میں
ج) میدان جنگ میں د) راستہ میں

ہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بچپن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا:

الف) آٹھ برس تک ب) سات برس تک
ج) بارہ برس تک د) دس برس تک ✓

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ بچوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے؟

جواب: بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کا سلوک نہایت محبت اور شفقت والا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ راستے میں بچے کھیل رہے ہوتے تو انہیں سلام کرتے۔ بچوں کو پیار سے گود میں بٹھا لیتے۔

ب) نبی اکرم ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زید اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اکٹھے اپنی گود میں بٹھا کر ان کے لیے کیا دعا فرمائی؟

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بچپن میں دس برس تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ نے ایک بار بھی انہیں جھڑکا نہیں۔
حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے بیٹے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اکٹھے اپنی گود میں بٹھا لیا، ہمیں اپنے سینے سے لگایا اور ہمارے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں ان سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

ج) نماز کے دوران میں آپ ﷺ نے ایک سجدہ کچھ لمبا کیوں کیا؟

جواب: آپ ﷺ کی پیٹھ مبارک پر نماز کے دوران حضرت حسنؓ بیٹھ گئے۔ تو آپ ﷺ نے اس کے لیے سجدہ لمبا کیا۔

د) نبی اکرم ﷺ کے خطبہ کے دوران حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد میں آجاتے تو آپ ﷺ ان کے ساتھ کیسے پیش آتے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے ہوتے اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد میں آجاتے تو آپ ﷺ منبر سے نیچے اتر کر انھیں اٹھا لیتے اپنے سامنے بٹھا لیتے۔

ہ) کھانے کے دوران جب حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھما رہے تھے تو آپ ﷺ انہیں کھانے کے کیا آداب سکھائے؟

جواب: حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے زیر کفالت تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھومتا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، دائیں ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) رسول اللہ ﷺ کا بچوں کے ساتھ حسن سلوک کے دو واقعات تحریر کریں۔

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بچپن میں دس برس تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ نے ایک بار بھی انہیں جھڑکا نہیں۔
حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے بیٹے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اکٹھے اپنی گود میں بٹھا لیا، ہمیں اپنے سینے سے لگایا اور ہمارے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں ان سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

ب) نبی کریم ﷺ کس طرح بچوں کی تربیت کا اہتمام فرماتے تھے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ بچوں کو بہت سے آداب سکھاتے اور ان کی تربیت فرماتے تھے۔ ایک صحابی حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے زیر کفالت تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھومتا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، دائیں ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ (صحیح بخاری: 5376)
نبی اکرم ﷺ بچوں کے ساتھ خوش طبعی بھی فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت ابو عمیرؓ کے پاس ایک پرندہ تھا جس سے وہ کھیلتے تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ جب ان سے ملتے تو فرماتے: يَا اَبَا عُمَيْرُ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟" یعنی اے ابو عمیر تمہارے پرندے کا کیا ہوا؟

......ز۔ حضرت محمد ﷺ کا ایفائے عہد......

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) ایفائے عہد کا معنی ہے۔
الف) پورا کرنا ب) قول وقرار
ج) وعدہ پورا کرنا ✓ د) عہد شکنی

ب) وعدہ پورا نہ کرنا ایک نشانی ہے:
الف) منافق کی ✓ ب) کافر کی
ج) فاسق کی د) مشرک کی

ج) "کوئی کافر اگر مسلمان ہو کر مسلمانوں سے جا ملے تو اُسے واپس کافروں کے حوالے کیا جائے گا۔" یہ شرط شامل تھی:
الف) صلح نامہ حدیبیہ ✓ ب) میثاق مدینہ
ج) مواخات مدینہ د) بیعت رضوان

د) حدیث رسول ﷺ کے مطابق ہر عہد شکنی کرنے والے کی قیامت کے روز ہوگی۔
الف) ایک خاص چیز ب) ایک خاص علامت ✓
ج) ایک خاص آواز د) ایک خاص مثال

ہ) اکثر لڑائی جھگڑے کا بڑا سبب ہوتا ہے:
الف) وعدہ کرنا ب) قرض لینا
ج) عہد شکنی ✓ د) جھوٹ بولنا

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) ایفائے عہد کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب: ایفا کا معنی پورا کرنا اور عہد کا معنی وعدہ اور قول وقرار ہے۔ اس طرح ایفائے عہد کا معنی وعدہ پورا کرنا ہے۔

ب) حضرت ابوسفیان نے مسلمان ہونے سے پہلے ہرقل بادشاہ کے سامنے رسول اکرم ﷺ کی کون سی خوبی کا اعتراف کیا؟

جواب: حضرت ابوسفیان کے مسلمان ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ وہ ہرقل بادشاہ کے پاس رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کی شکایت کرنے گئے۔ بادشاہ نے ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بہت سے سوال کیے۔ آپ ﷺ کے عہد شکنی کے بارے میں بھی پوچھا تو ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بتایا کہ عہد شکنی تو نہیں کرتے۔

ج) جنگ کے لیے روانہ کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ اپنے ساتھیوں کو اور ان کے کمانڈر کو کیا تاکید فرماتے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ اپنے ساتھیوں کو جب کسی جنگ کے لیے روانہ کرتے تو ان کے کمانڈر کو ایفائے عہد کی تاکید کرتے اور عہد شکنی سے منع کرتے۔

د) کیا مسلمان اپنے اللہ کے ساتھ بھی کچھ وعدے کرتا ہے؟ مثال پیش کریں۔

جواب: ہر مسلمان اپنے اللہ کے ساتھ بھی کچھ وعدے کرتا ہے۔ یہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے سے قائم ہوتے ہیں۔ ان وعدہ کو پورا کرنا بھی فرض ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے تمام وعدے پورے فرمائے۔ اپنے دوستوں رشتے داروں حتیٰ کہ دشمنوں کے ساتھ وعدوں کو بھی پوری احتیاط اور پابندی کے ساتھ پورا کیا۔

ہ) غزوہ بدر میں رسول اکرم ﷺ نے مزید مجاہدین کی شدید ضرورت کے باوجود باہر سے آنے والے دو مسلمانوں کو جنگ میں شامل کیوں نہیں کیا؟

جواب: جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے کہ دو آدمی مدینہ کی طرف آ رہے تھے۔ قریش مکہ نے انھیں پکڑ لیا۔ کہ تم محمد (ﷺ) کے پاس جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم آپ ﷺ کے پاس نہیں بلکہ مدینہ جا رہے ہیں۔ قریش نے ان سے پختہ وعدہ لیا کہ تم محمد (ﷺ) سے مل کر ان کے لشکر میں شامل نہیں ہو گے۔ دونوں آدمیوں نے وعدہ کر لیا کہ ہم مسلمان لشکر میں شامل نہیں ہوں گے۔ پھر جب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کے بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
تم واپس چلے جاؤ، ہم قریش کے ساتھ کیے ہوئے تمہارے وعدے کو پورا کریں گے۔ (صحیح مسلم: 1787)
دیکھیے، رسول اکرم ﷺ مسلمان لشکر کی تعداد بہت تھوڑی ہونے اور مزید مجاہدین کی شدید مذمت ہونے کے باوجود صرف ان دو آدمیوں کے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنا لازمی قرار دیا۔ ایفائے عہد کو ترجیح دی۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) ایفائے عہد سے کیا مراد ہے؟ اسوۂ حسنہ سے ایفائے عہد کے بارے میں کیا رہنمائی ملتی ہے؟

جواب: ایفا کا معنی پورا کرنا اور عہد کا معنی وعدہ اور قول وقرار ہے۔ اس طرح ایفائے عہد کا معنی وعدہ پورا کرنا ہے۔ وعدہ پورا کرنے کی قرآن مجید میں اہمیت بیان کی گئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی وعدہ پورا کرنے پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اور عہد کو پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

ترجمہ: اس شخص کا کوئی دین نہیں، جو وعدہ پورا نہیں کرتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (صحیح بخاری: 33)

وعدہ کے لیے عقد کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا:

ترجمہ: اے ایمان والو! (اپنے) عہد پورے کرو۔

رسول اکرم ﷺ وعدے کی مکمل پابندی کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے کیے ہوئے ہر وعدے کو پورا کیا۔ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوئی قول قرار کرتے یا دشمنوں کے ساتھ کوئی معاہدہ کرتے تو ہمیشہ اُسے پورا کرتے۔ کبھی وعدے کی خلاف ورزی نہ کرتے، نہ عہد شکنی کرتے۔

ب) صلح حدیبیہ کے حوالے سے وعدے اور معاہدے کی پاسداری کی دو مثالیں پیش کریں۔

جواب: صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان ابھی صلح نامہ کی شرائط لکھی جا رہی تھیں، ان شرائط میں سے ایک یہ تھی کہ کوئی کافر اگر مسلمان ہو کر مسلمانوں سے جا ملے تو اسے واپس کافروں کے حوالے کیا جائے گا۔ دونوں فریقوں نے معاہدے پر دستخط نہیں کیے تھے۔ اسی دوران حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کے حوالے کریں۔ حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسلمانوں نے کہا کہ ابھی معاہدے پر دستخط نہیں ہوئے، لیکن قریش نہ مانے اور آپ ﷺ نے حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کے حوالے کر دیا۔ وعدے اور معاہدے کی پاسداری کی اس سے بڑی مثال شاید ہی کہیں مل سکے۔

صلح حدیبیہ کے بعد بھی ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا۔ حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ قریش نے ان کے مکہ مکرمہ سے باہر جانے پر پابندی لگا رکھی تھی۔ وہ موقع پا کر مکہ مکرمہ سے نکل گئے اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ادھر قریش کے نمائندے انہیں واپس لانے کے لیے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے اور قریش کے درمیان معاہدہ ہے اور معاہدے شکنی ہمارے لیے مناسب نہیں۔ لہٰذا تم واپس چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔

ج) ایفائے عہد کے فوائد اور عہد شکنی کے نقصانات بیان کریں۔

جواب: ایفائے عہد کے فوائد اور عہد شکنی کے نقصانات:

وعدہ پورا کرنے کے بے شمار فوائد ہیں:

- ☆ وعدہ پورا کرنے والے شخص پر سب لوگ اعتماد کرتے ہیں۔
- ☆ ایفائے عہد سے کوئی شخص دوسرے کا حق نہیں مار سکتا۔
- ☆ ایفائے عہد سے کوئی لڑائی جھگڑا اور فتنہ اور فساد نہیں ہوتا۔
- ☆ عہد شکنی سے معاشرے کے اندر امن و امان نہیں رہتا۔
- ☆ عہد شکنی سے دوسروں کے حقوق مارے جاتے ہیں۔
- ☆ عہد شکنی معاشرے میں لڑائی جھگڑے کا سبب بنتی ہے۔
- ☆ عہد شکنی سے دوسرے فریق کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
- ☆ عہد شکنی کرنے والے پر کوئی بھی اعتبار کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

......باب چہارم......

......اخلاق و آداب......

......الف: اچھی عادات اپنانا......

......الف: مشاورت کی اہمیت......

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) اپنے اہم امور کے متعلق دوسروں سے رائے جاننا کہلاتا ہے؟

الف) صبر و شکر ب) عدل و انصاف

ج) مشاورت ✓ د) سخاوت

ب) حدیث نبوی ﷺ کے مطابق جو شخص مشورہ کر لے:

الف) وہ نا کام نہیں ہوگا

ب) وہ شرمندگی نہیں اُٹھائے گا ✓

ج) وہ تنگ دست نہیں ہوگا۔

د) سستی اور کاہلی کا شکار نہیں ہوگا

ج) جنگ بدر کے قیدیوں کو چھوڑنے یا نہ چھوڑنے کا فیصلہ آپ ﷺ نے کس کی مشاورت سے کیا:

الف) حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ب) حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ✓

ج) حضرت علی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

د) حضرت عثمان غنی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

د) اللہ تعالیٰ ان کو درپیش معاملات میں رہنمائی فرماتا ہے:

الف) باہم مشاورت کرنے والے ✓

ب) باہم سوال کرنے والے

ج) باہم لین دین کرنے والے

د) باہم صلح کرنے والے

ہ) جس شخص سے مشورہ لیا جائے، اس کے پاس مشورہ کی حیثیت ہوتی ہے:

الف) بھروسہ ب) امانت ✓

ج) یقین د) ایمان

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) مشاورت کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب: مشاورت کا معنی کسی کام کے بارے میں دوسروں کی رائے جاننا اور اس سے فائدہ اُٹھانا ہے۔ اس کے لیے مشورہ اور شوریٰ کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ کسی کام کے بارے میں دوسروں کی رائے جاننے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ رائے ایک آدمی سے بھی لی جا سکتی ہے اور زیادہ لوگوں سے بھی۔ کسی کام کے ماہرین سے رائے لینا بھی مشاورت ہے۔ اسی طرح کسی اہم مسئلے کے بارے میں عوام کی رائے لینا بھی مشاورت کہلاتا ہے۔

ب) جب کوئی قوم باہمی مشاورت سے اپنے کام کرتی ہے تو ان کی کیسے مدد کی جاتی ہے؟

جواب: جب کوئی قوم باہمی مشاورت کرتی ہے تو بہترین کام کی طرف اُس کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

ج) مشورہ دینے والے پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

جواب: مشورہ دینے والے پر لازم ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ بہترین مشورہ دے۔

د) کیا مشورہ کسی خاص کام یا کسی خاص شعبے ہی میں کیا اور لیا جاتا ہے؟

جواب: مشورہ کسی خاص کام یا کسی خاص شعبے ہی میں نہیں کیا اور لیا جاتا بلکہ مشورہ گھریلو اور خاندانی معاملات میں بھی ہوتا ہے۔ اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کے معاملات میں بھی ہو سکتا ہے۔ اپنے کام اپنے شعبے، اپنے کاروبار اور اپنی تعلیم کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے۔ محلے علاقے اور ملکی و قومی سطح پر ہو سکتا ہے۔

ہ) رسول اکرم ﷺ اپنے کن کن کاموں میں مشورہ لیتے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ بھی اپنے ساتھیوں سے بعض کاموں میں مشورہ فرماتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی شخص کو اپنے ساتھیوں سے مشاورت کرتے نہیں دیکھا۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) قرآن و سنت کی روشنی میں مشاورت کے احکام و آداب تحریر کریں۔

جواب: مشاورت کے آداب:

ہر فرد کو اپنے ذاتی معاملات میں بھی مشاورت سے کام لینا چاہیے اور اجتماعی امور کا فیصلہ بھی مشاورت ہی سے کرنا چاہیے۔ مشورہ دینے والے پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ بہترین مشورہ دے۔ مکمل غور و خوض کے بعد اپنی رائے دے۔

مشورہ دینا دوسروں کے لیے اچھا سوچنے اور اچھا چاہنے کا نام ہے۔ مشورہ دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اپنی رائے دوسرے آدمی پر مسلط کریں اور اُسے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کرنے پر مجبور کریں۔ یہ ایک دینی فریضہ ہے۔ مشورے کی امانت بھی کہا گیا ہے اور امانت میں خیانت کرنا جرم ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: جس شخص سے مشورہ لیا جائے، اس کے پاس مشورہ امانت ہوتی ہے۔

ب) رسول اللہ ﷺ مشاورت کے متعلق کیا طرز عمل اختیار کرتے تھے؟

جواب: مشاورت کے فوائد:

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جو شخص استخارہ کرلے وہ نا کام نہیں ہوگا، اور جو شخص مشورہ کر لے وہ شرمندگی نہیں اُٹھائے گا،

اور جو میانہ روی سے خرچ کرے، وہ تنگ دست نہیں ہوگا۔

جیسا کہ ایک عربی ضرب المثل ہے:

ترجمہ: مشورہ شرمندگی سے بچاؤ اور ملامت سے امن ہے۔

آپ ﷺ نے یہ تعلیم بھی دی ہے کہ جو شخص کوئی کام کرنے سے پہلے اس کے بارے میں مشورہ کر لے، پھر فیصلہ کرے تو بہترین کام کی طرف اس کی رہنمائی ہو جاتی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے: جس شخص نے مشورہ کر لیا وہ کبھی ہلاک نہیں ہوگا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 26271)

مشاورت دراصل دوسروں کی رائے معلوم کر کے، اُس پر غور و خوض کے بعد صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش ہے۔ مشاورت سے آدمی کے سامنے کام کے وہ پہلو بھی آ جاتے ہیں جو اُس کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں یا وہ اُنھیں بھول چکا ہوتا ہے۔

ج) مشاورت کو اسلام میں کس بنا پر اتنی اہمیت دی گئی ہے؟ اس سے حاصل ہونے والے فوائد و ثمرات تحریر کریں۔

جواب: رسول اکرم ﷺ کی مشاورتیں:

رسول اکرم ﷺ بھی اپنے ساتھیوں سے بعض کاموں میں مشورہ فرماتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی شخص کو اپنے ساتھیوں سے مشاورت کرتے نہیں دیکھا۔ (صحیح ابن حبان: حدیث 4872)

اس کے مطابق ہی کام کا فیصلہ بھی کرتے۔ غزوہ بدر سے پہلے رسول اکرم ﷺ کو یہ خبر مل گئی تھی کہ قریش مسلح لشکر لے کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے آرہے ہیں۔ آپ ﷺ پہلے ہی مدینہ سے باہر تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے مہاجر اور انصار سب ساتھیوں سے مشورہ لیا کہ جنگ لڑنی چاہیے یا نہیں۔ جب سب نے آپ ﷺ کے ہمراہ لڑنے مرنے کا عزم ظاہر کیا تو آپ ﷺ لڑائی کے لیے آگے بڑھے۔

غزوہ اُحد کے موقع پر بھی آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے مشاورت کی کہ جنگ شہر کے اندر رہ کر لڑی جائے یا باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشورہ پر آپ ﷺ لشکر کو اُحد کے میدان میں لے گئے۔ اسی طرح غزوہ تبوک میں بھی آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی رائے پر تبوک سے واپسی کا فیصلہ کیا اور روم کے لشکر تک پہنچ کر جنگ نہ لڑی۔

جنگ بدر کے قیدیوں کو چھوڑنے یا نہ چھوڑنے کا فیصلہ بھی آپ ﷺ نے دو جلیل القدر صحابہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مشاورت سے کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشورے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مشورہ صحیح بات تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ جو صرف اپنی رائے پر بھروسہ کرتا ہے۔ وہ خطروں میں گھر جاتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ خندق کے موقع پر رسول اکرم ﷺ کو مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ جس کی وجہ سے مدینہ منورہ کا دفاع کرنا ممکن ہوا۔

......ب۔ صبر و تحمل......

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) حالات کا مقابلہ کرنا کہلاتا ہے:

الف) صبر ✓ ب) جرأت
ج) معاملہ فہمی د) تدبر

ب) مصیبت اور دکھ پہنچنے پر اپنے آپ کو شکوہ شکایت، بے قراری اور گھبراہٹ سے روکنے کو کہتے ہیں:

الف) صبر ✓ ب) شکر
ج) احسان د) ایثار

ج) اُسوۂ نبوی ﷺ میں صبر کی سب سے بڑی مثال ہے:

الف) سفر تبوک ب) سفر ہجرت
ج) سفر طائف ✓ د) سفر شام

د) نبی اکرم ﷺ کو سب سے پہلے کس اخلاقی صفت پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی:

الف) مشاورت ب) درگزر
ج) صبر و تحمل ✓ د) ایثار و قربانی

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) صبر و تحمل سے کیا مراد ہے؟

جواب: صبر کے لفظی معنی رکنے، برداشت کرنے کے ہیں۔ صبر ایک جامع اصطلاح ہے۔ پریشانی اور مصیبت کے وقت اپنے آپ کو مضبوط رکھنا، حالات کا مقابلہ کرنا، مایوس نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنا صبر کہلاتا ہے۔ جذبات پر قابو پانا بھی صبر کہلاتا ہے۔ تحمل کے معنی برداشت کرنے اور بردباری کے ہیں۔ اس سے مراد انسان کا دوسروں کی ایذا کو برداشت کرنا ہے۔ جذبات پر قابو رکھنا اور غصے میں نہ آنا بھی تحمل کے مفہوم میں شامل ہے۔ صبر و تحمل دونوں ہم معنی الفاظ ہیں۔

ب) صبر و تحمل کے بغیر کسی میدان میں کامیابی کا حصول کیوں ممکن نہیں ہے؟

جواب: مومن کی بنیادی خصوصیات میں سے ہے۔ آخرت میں کامیابی کے لیے صبر ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ دنیوی زندگی میں بھی صبر و تحمل کے بغیر کسی میدان میں کامیابی کا حصول ممکن نہیں ہے۔

ج) سفر طائف میں نبی کریم ﷺ نے کیسے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا؟ وضاحت کریں۔

جواب: آپ ﷺ کے صبر کی سب سے بڑی مثال آپ ﷺ کا سفر طائف ہے۔ جب آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے تو طائف والوں نے آپ ﷺ کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ انہوں نے رحمت عالم ﷺ کو گالیاں دیں۔ آپ ﷺ پر پتھر برسائے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا پورا جسم لہولہان ہو گیا اور آپ ﷺ کے جوتے خون سے بھر گئے۔ اس منظر کو دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ آپ ﷺ پہاڑوں کے فرشتے کو حکم دیں تو اس شہر کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دیا جائے مگر آپ

ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں میں ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ وحدہ لا شریك کی بندگی کریں گے۔“

د) زندگی میں کسی مصیبت یا مشکل کا سامنا کرنا پڑے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: زندگی میں کسی مصیبت یا مشکل کا سامنا کرنا پڑے تو جواں مردی سے اُس کا مقابلہ کریں۔ حوصلہ نہ ہاریں۔ حالات کا مقابلہ جرأت اور ہمت سے کریں۔ مشکل حالات میں گھبراہٹ اور پریشانی سے بچیں۔ جس شخص کے اندر یہ صفات موجود ہوں اللہ تعالیٰ کی مدد اُس کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) اسلام میں صبر و تحمل کی اہمیت اور فضیلت بیان کریں۔

جواب: قرآن مجید اور حدیث نبوی میں کثرت کے ساتھ صبر کا ذکر ہوا ہے۔ یہ مومن کی بنیادی خصوصیات میں سے ہے۔ آخرت میں کامیابی کے لیے صبر ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ دنیوی زندگی میں بھی صبر و تحمل کے بغیر کسی میدان میں کامیابی کا حصول ممکن نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کو سب سے پہلے جس اخلاقی صفت پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی اور صبر ہی ہے۔ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ اُسی طرح صبر کریں جس طرح آپ ﷺ سے پہلے انبیا نے صبر کا مظاہرہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے:

ترجمہ: پس (اے محمد ﷺ) جس طرح اور عالی ہمت پیغمبر صبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی صبر کرو۔

اہل ایمان کو بھی صبر کرنے کا حکم دیا گیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر کرو اور (کافروں کے) مقابلے میں زیادہ صبر کرو۔ مستعد رہو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ امید ہے تم فلاح پاؤ گے۔

ب) رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے صبر و تحمل کے دو واقعات تحریر کریں۔

جواب: نبی اکرم ﷺ نے زندگی بھر جس طرح صبر و تحمل کا مظاہرہ فرمایا اُس کی مثال کسی اور انسان کی زندگی میں نہیں مل سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو اہل ایمان کے لیے اُسوۂ حسنہ قرار دیا تاکہ وہ اس کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو سنواریں۔

جب آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دینا شروع کی اور انہیں شرک و بت پرستی سے منع کیا تو اہل مکہ آپ ﷺ کے شدید مخالف ہو گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو حق کی راہ سے روکنے کے لیے ہر حربہ آزمایا۔ آپ ﷺ کو طرح طرح سے ستایا۔ آپ ﷺ نے اُن کی ایذا رسانیوں کا مقابلہ نہایت صبر و تحمل سے فرمایا۔

ابولہب نبی اکرم ﷺ کا حقیقی چچا تھا۔ وہ اور اس کی بیوی ام جمیل دونوں آپ ﷺ کو ستانے میں پیش پیش تھے۔ آپ ﷺ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ہوتا اور لوگوں کو آپ ﷺ کی باتیں سننے سے روکتا اور کہتا یہ جھوٹا ہے اس کی بات نہ سنو۔ ابولہب کی بیوی ام جمیل رات کو آپ ﷺ کے گھر کے دروازے پر کانٹے اور جھاڑیاں لا کر ڈال دیتی تاکہ آپ ﷺ باہر تشریف لائیں تو کانٹے آپ ﷺ کے پاؤں میں چبھ جائیں۔ آپ ﷺ ان کی یہ گھٹیا حرکتیں نہایت صبر و تحمل سے برداشت کرتے تھے۔

ج) صبر و تحمل کو کس طرح اپنی شخصیت کا حصہ بنایا جا سکتا ہے؟

جواب: زندگی میں کسی مصیبت یا مشکل کا سامنا کرنا پڑے تو جواں مردی سے اُس کا مقابلہ کریں۔ حوصلہ نہ ہاریں۔ حالات کا مقابلہ جرأت اور ہمت سے کریں۔ مشکل حالات میں گھبراہٹ اور پریشانی سے بچیں۔ جس شخص کے اندر یہ صفات موجود ہوں اللہ تعالیٰ کی مدد اُس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ صبر کرنے والوں ساتھ ہے۔

صبر بے بسی اور لاچاری کا نام نہیں بلکہ صبر ہمت و جرأت اور عزم و استقامت کا نام ہے۔

......ج۔ اسلامی آداب زندگی......

(راستے، سفر اور عوامی مقامات کا استعمال)

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) سفر پر روانہ ہونے کے لیے سب سے پہلے کرنا چاہیے:

الف) منصوبہ بندی ✓ ب) سواری کا بندوبست
ج) سوچ و بچار د) راستے کی معلومات

ب) گھر سے نکلنے کی دعا کے مطابق ہمارا بھروسہ ہونا چاہیے:

الف) اچھی منصوبہ بندی پر ب) اچھی پیکنگ پر
ج) صرف اللہ تعالیٰ پر ✓ د) اچھی سواری پر

ج) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آپس میں پھیلاؤ:

الف) سلام کو ✓ ب) کلام کو

awazeinqilab.com

ج) آرام کو د) کام کو

د) سفر میں سب سے اہم کام ہے:

الف) گھر والوں سے رابطہ ب) نماز کی بروقت ادائیگی ✓

ج) اچھا کھانا د) سیر وسیاحت

ہ) دوران سفر راستہ اختیار کرنا چاہیے:

الف) مشکل راستہ ب) دشوار گزار راستہ

ج) آسان اور سہل راستہ ✓ د) نامعلوم راستہ

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) عوامی مقامات کے استعمال کے چند آداب بیان کریں۔

جواب: گاڑی ایسی جگہ پارک کریں جہاں گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ سڑک پر گندگی نہ پھیلائیں۔ ریپر اور استعمال شدہ چیزیں ایک لفافے میں جمع کرتے جائیں اور کسی مناسب جگہ پھینکیں۔

ب) سفر میں ساتھیوں میں سے کسی کو اپنا امیر بنانا کیوں ضروری ہے؟

جواب: سفر میں ساتھیوں سے کسی ایک کو امیر بنانا اس لیے ضروری ہے تاکہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔

ج) آداب سفر کو ترک کرنے کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں؟

جواب: آداب سفر کو ترک کرنے سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

د) دوران سفر اپنی نمازوں کا کس طرح اہتمام کریں گے؟

جواب: دوران سفر اپنی نمازوں کی بروقت ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ہ) اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں سفر کا آداب بیان کریں۔

جواب: نبی ﷺ جب سفر روانہ ہوتے تو آپ ﷺ سفر کی بھرپور تیاری کرتے۔ ضرورت کی ہر چیز اپنے ساتھ لیتے اور منزل تک پہنچنے کے لیے آسان راستہ اختیار کرتے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) دوران سفر کن حفاظتی اور مدد امیر کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

جواب: دوران سفر ساتھیوں سے الگ نہ ہوں۔ اگر کہیں تنہا جانے کی ضرورت پیش آئے تو ساتھیوں کو ضرور بتائیں، سفر میں ساتھیوں میں سے کسی کو اپنا امیر بنالیں تاکہ فیصلے کرنے میں آسانی ہو۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جب تم میں سے (کم از کم) تین آدمی سفر پر نکلیں تو انھیں کسی ایک امیر مقرر کر لینا چاہیے۔ (سنن ابی داؤد 2608)

اگر کسی مشکل صورت حال کا سامنا کرنا پڑے تو پریشان ہونے کی بجائے مشکل سے نکلنے کے راستے تلاش کریں۔ گھر والوں کے ساتھ رابطے میں رہیں۔ اگر آپ ایسی جگہ ہوں، جہاں موبائل فون کام نہ کرے تو گھر میں ضرور اطلاع کریں۔ آپ کے پاس پولیس اور دیگر محکموں کے فون نمبر بھی ہونا ضروری ہے تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں آپ مدد کے لیے رابطہ کر سکیں۔ کسی اجنبی پر بھروسہ نہ کریں اور اُس سے لے کر کچھ نہ کھائیں۔

ب) راستہ اور سفر کے کن آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

جواب: دوران سفر صاف ستھرا کھانا تلاش کر کے کھائیں۔ سفر میں سب سے اہم کام نماز کی بروقت ادائیگی ہے۔ دوران سفر قیام نمازوں کے اوقات میں کریں تاکہ نماز قضا نہ ہو۔

تکلیف دینے والی چیزوں کو راستے سے ہٹا دیں۔

ہر کسی کو سلام کریں اور جو آپ کو سلام کرے، اُسے ضرور جواب دیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

اگر کوئی آپ سے راستہ پوچھے تو اس کی صحیح رہنمائی کریں۔

مصیبت زدہ شخص کی ضرور مدد کریں۔

اگر آپ کسی جگہ جانا چاہتے ہیں جس کے بارے میں آپ کو معلومات نہیں ہیں تو پہلے اُس مقام اور وہاں تک پہنچنے کے ذرائع کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

ج) دوران سفر آپ کس طرح ذمہ دار شہری ہونے کا ثبوت دیں گے۔ اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہوئے مدلل جواب تحریر کریں۔

جواب: سفر کے دوران میں آپ کی وجہ سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے۔ اپنے دوستوں کا ہر طرح سے خیال رکھیں۔ گاڑی ایسی جگہ پارک کریں جہاں گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ سڑک پر گندگی نہ پھیلائیں۔ ریپر اور استعمال شدہ چیزیں ایک لفافے میں جمع کرتے جائیں اور کسی مناسب جگہ پھینکیں۔

......ب۔ بُری عادات سے اجتناب......

......د۔ چوری، غصب اور دھوکہ دہی......

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) دھوکہ باز اور بددیانت شخص کا کوئی تعلق نہیں ہے:

الف) بندوں کے ساتھ

ب) مسلمانوں کے ساتھ ✓

ج) اپنے گھر والوں کے ساتھ

د) فرشتوں کے ساتھ

ب) جو شخص معاملات میں دیانت داری سے کام لینے کی بجے دھوکہ دہی سے کام لیتا ہے، اسے کہا جاتا ہے:

الف) جھوٹا ب) چور

ج) بددیانت ✓ د) غیر مسلم

ج) اسلام میں دھوکہ دہی اور بددیانتی کی وجہ سے معاشرے میں فضا پیدا ہوتی ہے:

الف) کاروبار میں ترقی کی

ب) بھائی چارے کی

ج) مالی منفعت کی

د) عدم اعتماد اور ظلم کی ✓

د) کسی کی چیز بغیر اجازت چپکے سے لے لینا ہے:

الف) چوری ✓ ب) دھوکہ دہی

ج) غفلت د) عدم تعاون

ہ) کچھ بچے ایسی اسکول یا کسی کے گھر سے چیزیں چرا کر اپنے گھر لے جاتے ہیں۔ ایسی چیزوں کا کیا کرنا چاہیے؟

الف) اپنے پاس رکھ لیں ب) استعمال کر لیں

ج) واپس کر دیں ✓

د) کسی اور کو تحفتاً پیش کر دیں

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) معاملات میں دھوکہ دہی اور بددیانتی کرنے والے شخص کی حدیث مبارکہ میں کن الفاظ میں مذمت کی گئی ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

ب) معاشرے میں دھوکہ باز شخص کی لوگ کیوں عزت نہیں کرتے؟

جواب: اسلام میں دھوکہ دہی اور بددیانتی کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ اس سے معاشرے میں عدم اعتماد اور ظلم کی فضا پیدا ہوتی ہے جو لوگوں کے درمیان عداوت، رنجش اور بداخلاقی کا باعث بنتی ہے۔ دھوکہ باز شخص کی لوگ عزت نہیں کرتے نہ ہی اس پر اعتماد کرتے ہیں۔

ج) اسلامی تعلیمات کے مطابق چوری کرنا کیسا عمل ہے؟ قرآن میں اس کی کیا سزا تجویز کی گئی ہے؟

جواب: چوری کرنا نہایت بری عادت اور سخت گناہ کا کام ہے۔ اسی لیے اسے ہر معاشرے میں برا اور قابل نفرت سمجھا جاتا ہے۔ اسلام نے بھی چوری کو بہت ناپسند کیا ہے اور اس کی بہت سخت سزا مقرر کی ہے۔

د) بچوں کو چوری کی عادت سے بچانے کے لیے والدین کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: کچھ بچے اسکول یا کسی کے گھر سے چیزیں چرا کر اپنے گھر لے جاتے ہیں۔ ایسی چیزیں اپنے پاس رکھنا اور استعمال کرنا درست نہیں بلکہ وہ واپس کر دینی چاہئیں۔ والدین کو بھی چاہیے کہ وہ بچوں پر نظر رکھیں کہ کہیں ان میں چوری کی عادت تو موجود نہیں۔ اگر چوری کی عادت پر قابو نہ پایا جائے تو یہ آہستہ آہستہ ہو جاتی ہے۔

ہ) روزمرہ معاملات میں کس طرح بری عادتوں سے بچا جا سکتا ہے؟

جواب: روزمرہ معاملات میں دھوکہ دہی سے گریز کری۔ کسی چیزیں نہ چرائیں۔ کسی کا مال غیب نہ کریں۔ کسی پر ظلم زیادتی کرنے سے دنیا میں بھی ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا اور آخرت میں بھی سزا ملے گی۔ اس لیے ایسے کاموں سے بچنا چاہیے جو انسان کے لیے تکلیف اور ذلت و رسوائی کا باعث ہوں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) غلہ بیچنے والا کیسا غلہ فروخت کر رہا تھا؟ نبی اکرم ﷺ نے غلہ بیچنے والے کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: نبی اکرم ﷺ بازار میں موجود تھے اچانک آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے سامنے غلے کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے غلے کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالا تو وہ گیلا محسوس ہوا۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے پوچھا کہ غلہ اندر سے گیلا کیوں ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بارش کی وجہ سے غلہ بھیگ گیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے گیلا غلہ نیچے چھپا کر رکھنے کی بجائے باہر نکال کر اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ خریدنے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہ گیلا ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

ب) بددیانتی سے کیا مراد ہے؟ اس کی چند صورتیں اور ان سے بچنے کی تجاویز پیش کریں۔

جواب: بددیانتی سے مراد بے ایمانی اور دھوکہ دہی سے کام لینا ہے۔ لوگوں کی امانت لوٹانے کی بجائے اسے مختلف حیلوں بہانوں سے غصب کر لینا، روزمرہ معاملات میں لوگوں کے حقوق کی پروا نہ کرنا، اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی بجائے ان سے صرف نظر کرنا، مال میں ملاوٹ کرنا یا اچھا اور گھٹیا مال ملا کر بیچنا، بددیانتی ہی کی چند صورتیں ہیں۔ یعنی جو شخص معاملات میں دیانت داری سے کام لینے کی بجائے دھوکہ دہی سے کام لیتا ہے اسے "بددیانت" کہا جاتا ہے۔

دھوکہ دہی کی مذمت:

اسلام میں دھوکہ دہی اور بددیانتی کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ اس سے معاشرے میں عدم اعتماد اور ظلم کی فضا پیدا ہوتی ہے جو لوگوں کے درمیان عداوت، رنجش اور بداخلاقی کا باعث بنتی ہے۔ دھوکہ باز شخص کی لوگ عزت نہیں کرتے نہ ہی اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے معاملات میں بددیانتی اور دھوکہ دہی کرنے والے شخص کو ایمان سے خارج قرار دیا ہے۔

ج) چوری غصب اور دھوکہ دہی کے دنیوی نقصانات کیا ہو سکتے ہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جواب تحریر کریں۔

جواب: چوری سے مراد کسی کی چیز بغیر اجازت چپکے سے لے لینا ہے۔ ایسا کرنے والا "چور" کہلاتا ہے۔ چوری کرنا نہایت بری عادت اور سخت گناہ کا کام ہے۔ اسی لیے اسے ہر معاشرے میں برا اور قابل نفرت سمجھا جاتا ہے۔ اسلام نے چوری کو بہت ناپسند کیا ہے اور اس کی بہت سخت سزا مقرر کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ یہ ان کے کاموں کی سزا ہے۔

مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ ایک عورت نے چوری کی۔ اس کا مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا۔ اس عورت پر چوری کا الزام ثابت ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ کچھ لوگوں نے اس عورت کی سزا معاف کرانے کے لیے سفارش بھی کی لیکن حضور اکرم ﷺ نے اس کی سزا برقرار رکھی اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

اس واقعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ چوری کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں کتنا برا کام ہے۔ کچھ بچے اسکول یا کسی کے گھر سے چیزیں چرا کر اپنے گھر لے جاتے ہیں۔ ایسی چیزیں اپنے پاس رکھنا اور استعمال کرنا درست نہیں بلکہ وہ واپس کر دینی چاہئیں۔ والدین کو بھی چاہیے کہ وہ بچوں پر نظر رکھیں کہ کہیں ان میں چوری کی عادت تو موجود نہیں۔ اگر چوری کی عادت پر قابو نہ پایا جائے تو یہ آہستہ آہستہ پختہ ہو جاتی ہے۔ چوری کرنا دنیا اور آخرت دونوں جگہ شرمندگی اور بے عزتی کا باعث ہے۔ اس لیے ہمیں اس گندے عمل سے بچنا چاہیے۔

چوری سے مشابہ ایک بری عادت کسی کی چیز غصب کرنا بھی ہے۔ غصب کرنے سے مراد کسی کی چیز چھین لینا اور اس پر ناجائز قبضہ کر لینا ہے۔ اسلام اس عمل کی بھی شدید مذمت کرتا ہے کیونکہ یہ بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔ ڈاکہ ڈالنا اور راہ چلتے کسی کی چیز چھین لینا بھی غصب ہی کے زمرے میں آتا ہے۔ اس حوالے سے یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ قیامت کے دن ہر مظلوم کو اس کے ظلم کا بدلہ ضرور ملے گا لہٰذا اگر کوئی شخص کسی کی کوئی چیز غصب کرتا ہے تو روز قیامت اسے اس کا حساب دینا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی عدالت میں وہ سزا کا حق دار ٹھہرے گا۔

غصب کا مطلب ہے کہ کوئی شخص کسی کے مال، زمین، جائیداد یا مکان وغیرہ پر زبردستی قبضہ کرے۔ شریعت کی نظر میں غصب بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ترجمہ: جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین قبضہ میں لے گا قیامت کے روز اس کی گردن میں سات زمینیں پہنائی جائیں گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 22016)

کسی سے اُس کی کوئی چیز زبردستی چھیننا بھی اُسی طرح گناہ ہے، جس طرح چوری کرنا ایک گناہ ہے۔ کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ اس کی چیز اس سے چھینی جائے۔

......باب پنجم: حسن معاملات و معاشرت......

......الف۔ حقوق العباد......

والدین، بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کے حقوق

......مشق......

سوال 1: درست جواب (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) کسی چیز کے ثابت، یقینی اور لازم ہونے کو کہتے ہیں:

الف) فرض　　ب) حق ✓

ج) ذمہ داری　　د) حق دار

ب) انسانوں کے آپس کے تعلقات میں سب سے اہم اور قریبی تعلق ہے:

الف) دوست احباب کا　　ب) والدین اور اولاد کا ✓

ج) ہمسایوں کا　　د) رشتہ داروں کا

ج) قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہی ذکر ہے:

الف) بہن بھائی کے حقوق کا

ب) بیماروں اور کمزوروں کے حقوق کا

ج) عورت کے حقوق کا

د) والدین کے حقوق کا ✓

د) جنت میں داخل نہیں ہوگا جو رشتہ داروں سے:

الف) تعلق توڑ لے ✓　　ب) ادھار لے

ج) لین دین نہ کرے　　د) عزت سے پیش نہ آئے

ہ) درحقیقت راہ نجات ہے:

الف) حقوق العباد کی ادائیگی

ب) حقوق اللہ کی ادائیگی

ج) چھوٹوں سے شفقت کرنا

د) حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی ✓

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) حقوق العباد سے کیا مراد ہے؟

جواب: "حقوق العباد" بندوں کے ایک دوسرے پر عائد ہونے والے حقوق کو کہتے ہیں۔ حقوق العباد میں والدین، بہن بھائیوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں، دوستوں، ہم جماعتوں، مسافروں، یتیموں، بیواؤں اور ناداروں وغیرہ کے حقوق شامل ہیں۔

ب) والدین جب بوڑھے ہو جائیں تو ان کے ساتھ کیسے پیش آنا چاہیے؟

جواب: والدین جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو وہ کمزور ہو جاتے ہیں۔ وہ خلاف طبیعت بات کو برداشت نہیں کرتے۔ اُن کی خدمت کرنا اور اُن کی ضروریات کا خیال رکھنا، اولاد کا فرض ہے۔ والدین کی خدمت کرنے سے انسان جنت کا حق دار بن جاتا ہے۔

ج) نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق بڑوں اور چھوٹوں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے؟

جواب: بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے شفقت کرنا ہمارے دین کی ایک اہم تعلیم ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) والدین کے مقام و مرتبے کا کیا تقاضا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جواب تحریر کریں۔

جواب: انسانوں کے آپس کے تعلقات میں سب سے اہم اور قریبی تعلق والدین اور اولاد کا ہے۔ اسی وجہ سے اولاد پر والدین کے حقوق بھی زیادہ ہیں۔ قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہی والدین کے حقوق کا بھی ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔

والدین کے مقام و مرتبے کا تقاضا ہے کہ اُن کا دل و جان سے احترام کیا جائے۔ اُن کے ساتھ نرم لہجے میں گفتگو کی جائے۔ اگر والدین سختی کریں تو بھی اُن کے ساتھ گستاخی کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: تو انہیں اُف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان کے ساتھ ادب سے بات کرنا۔

والدین جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو وہ کمزور ہو جاتے ہیں۔ وہ خلاف طبیعت بات کو برداشت نہیں کرتے۔ اُن کی خدمت کرنا اور اپن کی ضروریات کا خیال رکھنا، اولاد کا فرض ہے۔ والدین کی خدمت کرنے سے انسان جنت کا حق دار بن جاتا ہے۔

ب) بہن بھائیوں کے ساتھ کس طرح رشتہ بہت مضبوط اور پائیدار ہوتا ہے؟

جواب: بہن بھائی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ بہن بھائیوں کا رشتہ بہت مضبوط اور پائیدار ہوتا ہے۔ ہمیں اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔ اگر بہن بھائی بڑے ہوں تو ان کا ادب اور احترام کرنا چاہیے۔ ان کی عزت کرنی چاہیے۔ ان کی بات ماننی چاہیے۔ اگر بہن بھائی چھوٹے ہوں تو ان کے ساتھ محبت اور شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ چھوٹے بہن بھائیوں کو مارنا پیٹنا بری بات ہے۔ اگر ان سے غلطی ہو جائے تو انہیں پیار اور نرمی سے سمجھانا چاہیے۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے۔ اپنے کھلونوں اور دوسری چیزوں سے کھیلنے میں انہیں بھی شریک کرنا چاہیے۔

ج) والدین، بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے کیا فائدے حاصل ہو سکتے ہیں؟

جواب: اسلام نے رشتہ داروں کے حقوق پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر رشتہ داروں سے حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اور رشتہ داروں کا حق ادا کرو۔

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وجہ سے انسان کی روزی اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا مطلب ہے کہ ہم ان کے ساتھ خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔ ان کی عزت و احترام دیں۔ ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی کوشش کی۔ ان کے دکھ درد، خوشی اور غم میں شریک ہوں۔ اگر وہ تنگ دست ہوں تو ان کی ہر ممکن مدد کریں۔ اسلام میں رشتہ داروں سے تعلق توڑنے سے منع کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری: 5984)

رشتہ داروں سے حسن سلوک کو اصطلاح میں "صلہ رحمی" کہتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں کئی مقامات پر صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے اور

awazeinqilab.com

اُس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے جنتی لوگوں کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ صلہ رحمی کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور وہ لوگ اُن (رشتوں) کو جوڑتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ اُسے جوڑا جائے۔

اسی طرح ایک موقع پر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

"تین صفات ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں بھی ہوں اللہ تعالیٰ اس سے آسان حساب لے گا اور اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون سی صفات ہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو تجھے محروم کرے تو اسے عطا کر، جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر، اور جو تجھ سے (رشتہ داری اور تعلق) توڑے تو اس سے جوڑ۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ اگر میں یہ کام کرلوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ سے حساب آسان لیا جائے گا اور تجھے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرما دے گا۔"

......ب۔ عدل و احسان......

مشق......

سوال 1: درست جواب (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) کائنات کا نظام قائم ہے:

الف) صبر　ب) طاقت

ج) عدل ✓　د) احسان

ب) قریش نے سفارش کے لیے نبی اکرم ﷺ کے پاس کو بھیجا:

الف) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ب) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓

د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج) ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بھائی تھے:

الف) چچازاد ✓　ب) تایازاد

ج) خالہ زاد　د) ماموں زاد

د) دوسروں کی زیادتی پر ان کو معاف کر دینا کام ہے:

الف) حقیر　ب) معزز

ج) اعلیٰ ✓　د) عمدہ

ہ) کسی پر احسان کرنا یا نہ کرنا فعل ہے:

الف) لازمی　ب) اختیاری ✓

ج) مجموعی　د) انفرادی

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) عدل کے لفظی معنی کیا ہیں؟

جواب: عدل کے لفظی معنی کسی چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھنے اور کسی بوجھ کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرنے کے ہیں۔

ب) احسان کے لفظی معنی کیا ہیں؟

جواب: احسان کے معنی بھلائی کرنے اور کسی کام کو عمدہ طریقے سے سرانجام دینے کے ہیں۔

ج) قرآن کی روشنی میں عدل کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: قرآن مجید میں متعدد مقامات پر عدل و احسان کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ تم کو انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔

د) بحیثیت حکمران نبی اکرم ﷺ کا عدل و احسان بیان کریں۔

جواب: جب کوئی مقدمہ فیصلے کے لیے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا جاتا تو اُس کا فیصلہ عدل کے تقاضوں کے مطابق فرماتے اور بڑی سے بڑی سفارش بھی آپ ﷺ کے عدل میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔

ہ) مسلمان ہونے کے ناطے ہم کس طرح اپنی زندگی میں عدل و احسان قائم کر سکتے ہیں۔

جواب: ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ معاملات زندگی میں عدل اور احسان کا رویہ اپنائے۔ دوسروں کی زیادتی پر اُن کو معاف کر دینا زیادہ درجے والا کام ہے اور طلبہ کو اپنے رویوں میں ہمیشہ انصاف پسندی اختیار کرنی چاہیے۔ دوسروں کے ساتھ ناانصافی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) عدل و احسان کا مفہوم واضح کریں۔

جواب: عدل کے لفظی معنی کسی چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھنے اور کسی بوجھ کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں حق دار کو اس کا حق بغیر کمی بیشی کے ادا کرنا عدل کہلاتا ہے۔ احسان کے معنی بھلائی کرنے اور کسی کام کو عمدہ طریقے سے سرانجام دینے کے ہیں۔ اصطلاح میں کسی کو اس کے حق سے زیادہ دینا احسان کہلاتا ہے۔

عدل و احسان کی اہمیت:

عدل و احسان دو نہایت اہم اخلاقی صفات ہیں۔ اسلام عدل و احسان کے ذریعے ایک مضبوط اور مستحکم معاشرہ تشکیل دیتا ہے۔ کائنات کا نظام بھی عدل کی بنیاد پر قائم ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر عدل و

احسان کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ تم کو انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ایک اور مقام پر احسان کو اہل ایمان کی پسندیدہ صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: "اور غصہ کو دبانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

(سورۃ آل عمران 3: آیت نمبر 134)

نبی اکرم ﷺ نے بھی مسلمانوں کو ظلم سے بچنے یعنی عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ظلم سے بچو، بے شک ظلم، قیامت کے اندھیروں میں سے ہے۔

گویا مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کو اپنا طرز عمل عدل و احسان کی بنیاد پر استوار کرنا چاہیے۔

ب) حیات طیبہ سے عدل و احسان کی مثالیں بیان کریں۔

جواب: نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں عدل و احسان کی صفات پوری آب و تاب کے ساتھ جگمگا رہی ہیں۔ آپ ﷺ زندگی کے ہر معاملے میں عدل و احسان کا رویہ اختیار فرماتے تھے۔ سربراہ خاندان کی حیثیت سے آپ ﷺ اپنے اہل خانہ کے درمیان عدل کا خیال رکھتے تھے۔ ہر ایک کے حقوق ادا فرماتے اور بڑی سے بڑی سفارش بھی آپ ﷺ کے عدل میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔

ایک مرتبہ خاندان بنو مخزوم کی ایک عورت فاطمہ نے چوری کے جرم کا ارتکاب کیا۔ بنو مخزوم قریش کا انتہائی معزز گھرانہ تھا۔ اس لیے لوگوں نے اس معزز خاندان کی عورت کو سزا سے بچانے کے لیے تگ و دو شروع کر دی۔ انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفارشی بنانے کا فیصلہ کیا کیونکہ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بے حد محبوب تھے۔ آپ ﷺ اُن کو اپنی اولاد کی طرح چاہتے تھے مگر جب حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کی ناجائز سفارش کی تو آپ ﷺ غصے میں آ گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم سے پہلے لوگ اس لیے تباہ و برباد ہوئے کہ جب طاقت ور آدمی جرم کرتا تو وہ اُسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور آدمی جرم کرتا تو اُسے سزا دیتے۔ "اگر فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی اس جرم کا ارتکاب کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا"۔ (ابوداؤد، حدیث نمبر 4373)

آپ ﷺ کا یہ طرز عمل ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک عدل و انصاف کی کس قدر اہمیت تھی۔ آپ ﷺ کا عدل اپنے، بے گانے، دوست، دشمن، امیر غریب مسلمان اور کافر سب کے لیے یکساں تھا۔ عدل کے معاملے میں آپ ﷺ لوگوں کے درمیان کوئی امتیاز نہیں برتتے تھے۔

ج) درج ذیل حدیث مبارکہ کی وضاحت کریں:

"اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کرنا فرض کر دیا ہے۔"

(صحیح مسلم: 57)

جواب: احسان کا معاملہ عدل سے مختلف ہے۔ کسی پر احسان کرنا یا نہ کرنا ایک اختیاری فعل ہے۔ یہی وہ اخلاقی صفت ہے جس میں آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ کی اصل شان ظاہر ہوئی۔ یوں تو آپ ﷺ ساری انسانیت کے محسن اعظم ہیں۔ سب انسان مل کر بھی آپ ﷺ کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔ مگر آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں جن لوگوں کو آپ ﷺ کے ساتھ واسطہ پڑا اُن میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جس پر آپ ﷺ نے کوئی نہ کوئی احسان نہ فرمایا ہو۔ آپ ﷺ کے احسان کا یہ معاملہ صرف عزیز و اقارب، دوست، احباب تک ہی محدود نہیں تھا۔ بلکہ آپ ﷺ نے ایسے لوگوں پر بھی احسان فرمایا جنہوں نے زندگی بھر آپ ﷺ سے دشمنی کی اور ہمیشہ آپ ﷺ کو تکلیفیں پہنچائیں۔

......ج۔ اسلام میں رفاہ عامہ کی اہمیت......

مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) رفاہ عامہ سے مراد فلاح و بہبود کے کام ہیں:

الف) انفرادی　ب) عوامی ✓

ج) گروہی　د) معاشرتی

ب) اسلام کا اہم رکن جو معاشرے میں غربت کے خاتمے کا باعث ہے:

الف) نماز　ب) روزہ

ج) زکوٰۃ ✓　د) جہاد

ج) اسلام نے انسانی زندگی کی حفاظت کو قرار دیا:

الف) سنت　ب) فرض ✓

ج) واجب　د) نفل

د) رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے تمام قبیلوں سے ایک معاہدے پر دستخط کرائے، جس کو کہتے ہیں۔

الف) صلح حدیبیہ　ب) میثاق مدینہ ✓

ج) مواخات مدینہ　د) بیعت

ہ) رفاہ عامہ کے کاموں سے ملک کی حالت بہتر ہوتی ہے:

الف) معاشرتی ✓　ب) معاشی

ج) اقتصادی　د) مالی

awazeinqilab.com

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) رفاہ عامہ کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب: رفاہِ عامہ سے مراد عوامی فلاح و بہبود کے کام ہیں۔ جو لوگ خود اپنی ضروریات کو پورا نہ کر سکیں، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا دوسروں کا کام ہے۔

ب) رفاہ عامہ کی مختلف صورتیں بیان کریں۔

جواب: ۱) سماجی بہتری اور فلاں کاموں کی ترغیب دینا
۲) شجر کاری
۳) سایہ دار جگہوں کو پاک صاف رکھنا
۴) جسمانی صحت کے اصول واضح کرنا۔

ج) لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ایک فرمان تحریر کریں۔

جواب: آپ ﷺ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لیے مفید ہو۔

ترجمہ: لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہو۔

ہ) بطور طالب علم رفاہ عامہ کے کام کس طرح سرانجام دے سکتے ہیں؟

جواب: طور طالب علم ہمیں دوسری کی مدد کرنی چاہیے، اُن کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے اور خیر و بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) روزمرہ زندگی میں رفاہ عامہ کی مختلف صورتوں کو مثال سے واضح کریں۔

جواب: رفاہِ عامہ سے مراد عوامی فلاح و بہبود کے کام ہیں۔ جو لوگ خود اپنی ضروریات کو پورا نہ کر سکیں، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا دوسروں کا کام ہے۔ بے وسائل لوگوں کی ضروریات پوری کرنے پر اسلام نے بہت زیادہ زور دیا ہے۔ اسلام نے مالداروں کی دولت میں یتیموں، مسکینوں، غریبوں اور مفلس لوگوں کا حق بھی رکھا ہے۔ زکوۃ اسلام کا ایک رکن ہے۔ زکوۃ کا سارا مال غریبوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی مسلمانوں کو اپنے مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ غریبوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی خاطر ہے۔

ب) رفاہ عامہ کی اہمیت حیات طیبہ سے بیان کریں۔

جواب: رسول اکرم ﷺ نے نبوت عطا کیے جانے سے پہلے بھی رفاہ عامہ کے بے مثال کام انجام دیے۔ آپ ﷺ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے او غریبوں کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ رسالت کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ اس پیغام میں رفاہِ عامہ کے کاموں پر بہت بڑے اجر کی خوش خبری دی گئی۔ اسی طرح مال کو خرچ نہ کرنے والوں اور گن گن کر رکھنے والوں کا ٹھکانہ جہنم بتایا گیا۔

یہ وہ دور ہے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی سے پانی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔ جب اسلامی حکومت قائم ہوگئی تو رفاہِ عامہ کے سارے کام ریاستی سطح پر ہونے لگے۔ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے تمام قبیلوں سے ایک معاہدے پر دستخط کرائے۔ سماجی بہتری اور فلاح کے کاموں کی آپ ﷺ نے تعلیم دی۔ شجر کاری کی ترغیب دی۔ سایہ دار جگہوں کو گندا کرنے سے منع فرمایا۔ پانی اور آگ کو سب کے لیے مشترک قرار دیا۔ راستوں کے حقوق بیان فرمائے۔ راستوں کو گندا اور تنگ کرنے سے منع کیا۔ راستوں می بغیرِ ضرورت بیٹھنے اور کھڑے ہونے سے روکا لوگوں کی تعلیم کا بندوبست کیا، جسمانی صحت کے اصول بتائے۔ انسانی زندگی کی حفاظت کو فرق قرار دیا۔ دوسرے کے مفاد کے لیے کام کرنے کا شوق دلایا۔ انصاف کی تعلیم دی اور اس کا نظام قائم فرمایا۔ عبادت کے ساتھ ساتھ اچھے اخلاق پر بھی زور دیا۔

ج) سیرت صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار سے رفاہ عامہ کی مثالیں تحریر کریں۔

جواب: اسلام میں رفاہِ عامہ کا تصور نہایت اعلیٰ ہے۔ خلافت راشدہ میں رفاہ عامہ کے کام خلفائے راشدین خود انجام دیا کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راتوں کو شہر کی گلیوں میں گشت کیا کرتے تھے تا کہ کوئی بھوکا نہ سوئے اور کوئی ضرورت مند رہ نہ ہو۔ ریاست کی سطح پر بہت سے محکمے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قائم ہوئے۔ افواج، ڈاک، سیکورٹی وغیرہ کے شعبے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی شروع کرائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ساتھ اہل بیت اطہار بھی رفاہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فوت ہوئے تب بہت سے لوگوں کو معلوم ہوا کہ اُن کے اخراجات کے لیے جو رقم انہیں ملتی تھی۔ وہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے آتی تھی۔

......باب ششم: ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیر اسلام......

......الف۔ اُمہات المومنین......

(حضرت خدیجہ، حضرت سودہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) نبی اکرم ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو آپ ﷺ پر ایمان لانے والی پہلی خاتون تھیں:

الف) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ✓
ج) حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
د) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی:

الف) ۱۰ نبوی کو رمضان المبارک ✓
ب) ۱۲ نبوی کو رمضان المبارک
ج) ۱۱ نبوی کو رمضان المبارک
د) ۱۰ نبوی کو شعبان المبارک

ج) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد نبی اکرم ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

الف) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ب) حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ج) حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ✓
د) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

د) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

الف) 2310 ب) 2510
ج) 2210✓ د) 2110

ہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت تھی:

الف) ام رومان ب) ام عبداللہ ✓
ج) ام المساکین د) ام حبیبہ

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کا سبب کیا تھا۔

جواب: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نیک سیرت اور معاملہ فہم خاتون تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خصائل حمیدہ سے متاثر ہو کر جب نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے مشورے کے بعد ان سے نکاح کرنے کا فیصلہ کیا۔

ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کتنے بیٹے اور بیٹیاں عطا کیں، نام تحریر کریں۔

جواب: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو دو بیٹے اور چار بیٹیاں عطا کیں۔ دونوں بیٹوں حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں کا کم سنی میں انتقال ہو گیا جبکہ بیٹیوں میں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں۔

ج) حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اعلیٰ اخلاق و کردار کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اعلیٰ اخلاق و کردار کا اند ہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ کہ اس قول سے ہوتا ہے۔

"سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں آتا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوگی۔

د) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا جو اپنی کنیت ام رومان سے زیادہ مشہور تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب "صدیقہ" تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ام عبداللہ تھی۔

ہ) اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کب وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت کے مطابق آپ کو کہاں دفن کیا گیا؟

جواب: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 17 رمضان المبارک 58 ہجری کو وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف اور اسلام کی سربلندی کے لیے پیش کی گئی مالی خدمات کے بارے میں تحریر کریں۔

awazeinqilab.com

جواب: نبی اکرم ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو آپ پر ایمان لانے والی پہلی خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا مال دین اسلام کی تبلیغ، یتیموں، بیواؤں کی خبر گیری اور حاجت مندوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے وقف کر دیا تھا۔

وہ ہر مشکل وقت میں نبی اکرم ﷺ کی مددگار اور غم گسار تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے کام کاج بھی بہت سلیقے سے کرتی تھیں۔ مال دار ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں خوشی محسوس کرتی تھیں۔

ب) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذوقِ علم و عبادت اور دینی خدمات کے بارے میں تفصیلی جواب تحریر کریں۔

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمانوں کے لیے ساری عمر رشد و ہدایت، علم و فضل اور خیر و برکت کا عظیم مرکز بنی رہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے 2210 احادیث مروی ہیں۔ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر قسم کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دینی علوم کے علاوہ طب، تاریخ اور شعر و ادب سے بھی دل چسپی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی وقت ساری رقم غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دی۔

......ب۔ نبی اکرم ﷺ کی اولادِ مبارکہ......

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) نبی اکرم ﷺ کی تمام اولاد میں سب سے بڑے تھے:

الف) حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ب) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ج) حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓
د) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ب) والدہ کا نام حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا:

الف) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی
ب) حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓
ج) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
د) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ج) اپنے شوہر کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہلے حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی:

الف) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ب) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ج) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
د) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ✓

د) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوہ کے موقع پر بیمار ہوئیں اور اسی بیماری میں ان کی وفات ہو گئی۔

الف) غزوہ بدر ✓ ب) غزوہ احد
ج) غزوہ احزاب د) غزوہ حنین

ہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے پیدا ہوئیں۔

الف) چار سال پہلے ب) سات سال پہلے
ج) پانچ سال پہلے ✓ د) تین سال پہلے

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کتنے بیٹوں اور بیٹیوں سے نوازا؟ ان کے نام تحریر کریں۔

جواب: نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں سے نوازا جن کے نام حضرت قاسمؓ، حضرت عبداللہؓ، حضرت ابراہیمؓ تھے۔

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیوں سے نوازا جن کے نام یہ تھے۔ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت اُم کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ

ب) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بچوں کے نام تحریر کریں۔

جواب: بیٹے کا نام: حضرت علی بن ابی العاصؓ
بیٹی کا نام: حضرت اُمامہ بنت ابی العاصؓ

ج) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس وجہ سے ذوالنورین کا لقب دیا گیا؟

جواب: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکے بعد دیگرے نبی اکرم ﷺ کی دو بیٹیوں کے ساتھ شادی کرنے کا اعزاز حاصل کرتے ہوئے ذوالنورین کا لقب پایا۔

د) نبی اکرم ﷺ کی چوتھی اور سب سے چھوٹی صاحبزادی کا نام اور لقب بتائیں۔

جواب: حضرت فاطمہؓ نام اور لقب الزاہرا

ہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کس سے ہوا؟

جواب: حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہوا۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) نبی اکرم ﷺ کے بیٹوں کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

جواب: نبی اکرم ﷺ کے بیٹے:

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نبی اکرم ﷺ کے سب سے بڑے بیٹے کا نام حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ آپ نبی اکرم ﷺ کی تمام اولاد میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کی ولادت اور وفات مکہ مکرمہ میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً دو سال کی عمر پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے نام سے نبی اکرم ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم'' مشہور ہوئی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نبی اکرم ﷺ کے دوسرے صاحبزادے کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ آپ نبی اکرم ﷺ کو نبوت ملنے کے بعد پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریباً دو سال زندہ رہے۔ بعض روایات کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طائف میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو لقب طاہر اور طیب مشہور ہیں۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے آٹھویں سال پیدا ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کی بہت خوشی ہوئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ولادت کی خبر دینے والے کو انعام دیا۔ ولادت کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریباً سولہ ماہ زندہ رہے اور 10 ہجری میں وفات ہوئی۔

ب) رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کا تعارف اور دین اسلام کے لیے خدمات پر ایک پیراگراف تحریر کریں۔

جواب: حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، نبی اکرم ﷺ کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ آپ بعثت سے 10 سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی آپ کے خالہ زاد حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ آپ غزوہ بدر کے بعد مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا۔ آپ کے ایک بیٹے حضرت علی بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک بیٹی حضرت امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم ﷺ کے زیرِ سایہ پرورش پاتے رہے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ بہت محبت اور شفقت فرماتے تھے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

نبی اکرم ﷺ کی دوسری بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ آپ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے 3 برس چھوٹی تھیں۔ بعثت کے وقت اپ کی عمر سات سال تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ آپ نے شوہر کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہلے حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطا فرمایا جن کی نسبت سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ مشہور ہوئی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 6 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 2 ہجری میں غزوہ بدر کے موقع پر بیمار ہوئیں اور اسی بیماری میں ان کی وفات ہو گئی۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

نبی اکرم ﷺ کی تیسری بیٹی کا نام حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ آپ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ آپ کی بڑی بہن حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد نبی اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے نبی اکرم ﷺ کی دو بیٹیوں کے ساتھ شادی کرنے کا اعزاز حاصل کرتے ہوئے ذوالنورین کا لقب پایا۔ آپ نے 9 ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوئی والاد نہیں تھی۔

......ب۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا......

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) رسول اکرم ﷺ کی محبوب ترین اولاد ہیں۔

الف) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ب) حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ج) حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ✓
د) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ب) حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کا نمایاں وصف تھا:

الف) بچوں کی قناعت ب) طرز گفتگو
ج) زہد و قناعت ✓ د) بے مثال قربانیاں

ج) حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے کام کاج کے دوران بھی کرتی رہتی تھیں۔

الف) قرآن مجید کی تلاوت ✓ ب) بچوں کی دیکھ بھال

awazeinqilab.com

ج) صدقہ وخیرات　　　د) وعظ ونصیحت

د) حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا کی:

الف) تین بیٹے اور تین بیٹیاں ✓　　　ب) تین بیٹے اور دو بیٹیاں

ج) دو بیٹے اور دو بیٹیاں　　　د) دو بیٹے اور تین بیٹیاں

ہ) خواتین جنت کی سردار حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے کام سرانجام دیتیں تھیں۔

الف) خود اپنے ہاتھ سے ✓　　　ب) بہنوں کی مدد سے

ج) ملازمہ کی مدد سے　　　د) بیٹیوں کی مدد سے

سوال 2: تفصیلی جواب لکھیں۔

الف) نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں فرمایا:

ترجمہ: فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس نے اُسے ناراض کیا، اُس نے مجھے ناراض کیا

ب) رسول اکرم ﷺ کس طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا استقبال فرماتے؟

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ازراہ محبت کھڑے ہو جاتے اور شفقت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں، ادب اور محبت سے آپ ﷺ کا سر مبارک چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

ج) ایک ماں کی حیثیت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بچوں کی تربیت کا کیسے اہتمام کرتی تھیں؟

جواب: ایک ماں کی حیثیت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بچوں سے بے حد پیار کرتی تھیں۔ اُن کی تربیت کا خاص خیال رکھتیں۔ بچوں کی طہارت وصفائی کا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حد سے زیادہ خیال تھا۔ یہ آپ ﷺ کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کی اولاد اطہار نے دین اسلام کے لیے بے مثال قربانیاں پیش کیں۔

د) بیوی کی حیثیت سے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار مثالی تھا۔ وضاحت کریں۔

جواب: بیوی کی حیثیت سے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار مثالی تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مال دار آدمی نہیں تھے۔ مگر حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کبھی بھی مالی تنگدستی کا ذکر نہیں کیا۔ ہمیشہ صبر سے کام لیا۔ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتی تھیں۔ گھر کا کام کاج بھی خود ہی کرتی تھیں۔ کوئی خادم اور ملازم گھر میں نہیں تھا۔ باہر سے پانی لانا، آٹا پیسنا، گھر کی صفائی کرنا اور کھانا پکانا یہ سارے کام خواتین جنت کی سردار حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتیں تھیں۔ کبھی زبان پر شکوہ وشکایت نہیں لاتی تھیں۔

ہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد مطہرہ کے نام لکھیں۔

جواب: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے اور دو بیٹیاں عطا کیں۔ جن کے نام یہ ہیں:

(1) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(2) حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(3) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(4) حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور
(5) حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رسول اکرم ﷺ سے محبت اور مشابہت کے بارے میں تحریر کریں۔

جواب: حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب "زہرا" اور "بتول" ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اخلاق وکردار، طرزِ گفتگو اور لب ولہجہ میں رسول اکرم ﷺ کے مشابہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ (جامع ترمذی: 3872)

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی خواتین اسلام کے لیے مشعل راہ ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے کام کاج کے دوران بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہتی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عبادت کا بے حد شوق تھا۔ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتیں۔ زہد وقناعت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کا نمایاں وصف تھا۔

ایک ماں کی حیثیت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بچوں

سے بے حد پیار کرتی تھیں۔ اُن کی تربیت کا خاص خیال رکھتیں۔ بچوں کی طہارت وصفائی کا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حد سے زیادہ خیال تھا۔ یہ آپ ﷺ کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کی اولاد اطہار نے دین اسلام کے لیے بے مثال قربانیاں پیش کیں۔

بیوی کی حیثیت سے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار مثالی تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مال دار آدمی نہیں تھے۔ مگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کبھی بھی مالی تنگدستی کا زکر نہیں کیا۔ ہمیشہ صبر سے کام لیا۔ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتی تھیں۔ گھر کا کام کاج بھی خود ہی کرتی تھیں۔ کوئی خادم اور ملازم گھر میں نہیں تھا۔ باہر سے پانی لانا، آٹا پیسنا، گھر کی صفائی کرنا اور کھانا پکانا یہ سارے کام خواتین جنت کی سردار حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتیں تھیں۔ کبھی زبان پر شکوہ شکایت نہیں لاتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک صابر اور شاکرہ خاتون تھیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا آخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جگر گوشہ رسول ﷺ تھیں۔

ب) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی خواتین اسلام کے لیے کس طرح مشعل راہ ہے؟

جواب: سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی خواتین اسلام کے لیے مشعل راہ ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے کام کاج کے دوران بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عبادت کا بے حد شوق تھا۔ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتیں۔ زہد وقناعت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کا نمایاں وصف تھا۔

......ج۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم......

......مشق

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) قبیلہ تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔

الف) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ب) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓

ج) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

د) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ب) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا:

الف) 17 سال کی عمر میں　　　ب) 25 سال کی عمر میں

ج) 18 سال کی عمر میں　　　د) 15 سال کی عمر میں ✓

ج) ایک عظیم جرنیل اور فاتح ومنتظم تھے:

الف) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ب) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓

د) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

د) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رشتہ تھا:

الف) بھائی　　　ب) بہنوئی ✓

ج) چچازاد　　　د) بھتیجے

ہ) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عن کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں مقرر فرمایا۔

الف) اسلامی فوجوں کا چیف کمانڈر　　　ب) امیر کارواں

ج) امیر ضلع　　　د) امیر حج ✓

و) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب تھا؟

الف) فارس العرب　　　ب) سیف اللہ

ج) امین الامت ✓　　　د) اسد اللہ

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) خلفائے راشدین کے نام تحریر کریں۔

جواب: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ب) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

"ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر بن العوام ہے۔"

ج) سب سے پہلے اسلام کی خاطر دشمن کا خون بہانے کی سعادت کس کو نصیب ہوئی؟ واقعہ بیان کریں۔

جواب: ایک مرتبہ چند مشرکین نے دیکھا کہ کچھ مسلمان کسی جگہ پر نماز پڑھ رہے ہیں تو ان پر آوازیں کسنے لگے اور ان پر حملہ کرنے کی کوشش کی، جس پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریب پڑے مردہ اونٹ کے شانے کی ہڈی اُٹھا کی ایک مشرک کے سر پر ماری، جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اسلام کی راہ میں سب سے پہلے دشمن کا خون بہانے کی سعادت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیب ہوئی۔

د) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام میں حضرت سعید بن

awazeinqilab.com

زیدرضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اہم کردار ادا کیا؟

جواب: حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اُن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ہوتا ہے۔ جنھوں نے بالکل شروع میں اسلام قبول کر لیا۔ اُن کے ساتھ اُن کی زوجہ محترمہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی بہن تھیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہن اور بہنوئی کے قبول اسلام کے بارے میں پتہ چلا تو وہ سخت ناراض ہوئے۔ مگر بہن کی استقامت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل کو اسلام کے لیے نرم کر دیا۔ گویا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ اُن کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

ہ) عشرہ مبشرہ میں سے کس صحابی کا تعلق رسول اکرم ﷺ کی والدہ محترمہ کے قبیلے سے تھا؟ قبیلے کا نام بھی بتائیں۔

جواب: حضرت سعد بن ابی وقاص اور قبیلے کا نام بنوزہرہ تھا۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) عشرہ مبشرہ سے مراد کون خوش قسمت لوگ ہیں؟ ان کے اسمائے گرامی اور فضیلت بیان کریں۔

جواب: عشرہ مبشرہ سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے وہ دس خوش قسمت لوگ ہیں۔ جنھیں رسول اکرم ﷺ نے اُن کی زندگی ہی میں جنت کی خوش خبری دے دی تھی۔ ان دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں چار خلفائے راشدین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہیں۔

ب) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہم کارناموں میں سے بڑا کارنامہ کیا تھا؟ مفتوحہ علاقوں میں کس طرح اشاعتِ اسلام کا کام کرتے تھے؟

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عامر اور لقب امین الامت تھا۔ والد کا نام عبداللہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کنیت عبیدہ کے نام سے مشہور تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اولین اسلام قبول کرنے میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بلند مرتبہ صحابی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار تاریخ اسلام کے مشہور سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ شام میں اسلامی فوجوں کا چیف کمانڈر مقرر فرمایا۔

ایک موقع پر جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگی حکمت عملی کے تحت شام کا شہر حمص خالی کرنا پڑا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص کے لوگوں سے اُن کی حفاظت کے عوض جو رقم وصول کی تھی وہ واپس کر دی۔ معاہدے کے شرائط پر پورا اُترنے اور رواداری پرتنے کی ایک عظیم مثال تھی۔ یہی وجہ تھی کہ غیر مسلموں نے مسلمانوں کی حکمرانی کو بہت خوش دلی سے قبول کیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ کے اہم کارناموں میں ایک کارنامہ بیت المقدس کی فتح ہے۔ وہ صرف ایک فوجی سپہ سالار ہی نہیں تھے بلکہ ایک بہترین مبلغ اور معلم بھی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفتوحہ علاقوں میں اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ نو مسلموں کی تعلیم اور تربیت کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے شہروں میں قرآن مجید اور دینی تعلیم کے لیے مراکز قائم فرمائے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقویٰ، سادگی، تواضع، انکسار، شجاعت، بہادری، ایثار و قربانی، رحم دلی اور خوش خلقی کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاص بات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت تھی۔

قرآن مجید نے جس رواداری، اصلاح اور خیر خواہی کا حکم دیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد سپہ سالاری میں اُس کی ہر طرح خیال رکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 58 سال کی عمر میں شام کے شہر عموا میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا سبب طاعون کی وبا تھی۔

ج) سبق میں مذکور کوئی سے دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں تحریر کریں۔

جواب: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔ ان کا شمار سب سے پہلے ایمان لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ چند مشرکین نے دیکھا کہ کچھ مسلمان کسی جگہ پر نماز پڑھ رہے ہیں تو ان پر آوازیں کسنے لگے اور ان پر حملہ کرنے کی کوشش کی، جس پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریب پڑے مردہ اونٹ کے شانے کی ہڈی اُٹھا کر ایک مشرک کے سر پر ماری، جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اسلام کی راہ میں سب سے پہلے دشمن کا خون بہانے کی سعادت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیب ہوئی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چھوٹے بھائی عمیر کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ مدینے میں نبی کریم ﷺ نے آپ کو مؤاخات حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دی تھی جو کہ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام غزوات میں حصہ لیا اور بہادری کے جوہر دکھائے، غزوۂ احد کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ان کی بہادری کی بہت داد دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جب ایران کی آتش پرست قوم کے خلاف جہاد کا اعلان ہوا تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان کو اسلامی لشکر کا جھنڈا عطا کیا اور سپہ سالار بنایا۔ یہ جنگ قادسیہ کے مقام پر ہوئی۔ اس جنگ میں اسلامی لشکر کی تعداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 30 ہزار تھی، جب کہ ایرانی فوج کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔ لڑائی کئی دن تک جاری رہی بالآخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ 30 ہزار ایرانی مارے گئے اور مسلمانوں کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھ کر ایرانیوں کے دارالحکومت مدائن کو بھی فتح کر لیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم جرنیل اور فاتح و منتظم تھے۔ راہ حق میں بہت سی مشکلات اور مصیبتیں آئیں، مگر ان سب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ کی طبیعت میں تقویٰ، محبت رسول ﷺ شجاعت، حق گوئی، سخاوت اور عزم و استقامت نمایاں خصوصیات تھیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے ایک خاندان بنوزہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بنوزہرہ کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی والدہ محترمہ بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار بھی اولین مسلمانوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن دس خوش نصیب اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک ہیں جن کو اُن کی زندگی میں جنت کی خوش خبری دی گئی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کامیاب تاجر تھے۔ جو کاروبار بھی کرتے۔ اُس میں خوب محنت کرتے اور خوب کماتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شرکت فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں امیر حج مقرر فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس چھ رکنی کمیٹی کے رکن تھے جس نے تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہم کاموں میں اُن کے ساتھ مشورہ کرتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بلند مرتبے اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال و دولت سے خوب نوازا تھا۔ ان کی سخاوت اور فیاضی کے بہت سے واقعات مذکور ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ تقویٰ، حب رسول، صدق و سچائی، پاک دامنی، ایثار و قربانی، ایفائے عہد، امانت داری آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاص صفات تھیں۔

......د۔ صوفیائے کرام......

......مشق......

سوال 1: درست جواب (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین کی گود میں پرورش پائی:

الف) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

ب) حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

ج) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

د) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ✓

ب) سید الطائفہ لقب ہے:

الف) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا

ب) حضرت عبداللہ غازی رحمۃ اللہ علیہ

ج) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

د) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ✓

ج) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے آباء و اجداد کا تعلق کردستان کے شہر سے تھا:

الف) موصل ب) اربیک

ج) کرکوک د) نہاوند ✓

د) صوفی اللہ تعالیٰ کی رضا کو دنیا کی ہر شے پر دیتے ہیں:

الف) ترجیح ✓ ب) بڑائی

ج) بہتری د) بڑھوتری

ہ) حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے:

الف) ملیر ب) کورنگی

ج) طارق روڈ د) کلفٹن ✓

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) صوفی سے کیا مراد ہے؟

جواب: جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کا قرب حاصل کرنے کی خاطر اپنے آپ کو گناہ، غلط خیالات و احساسات سے بچانے کی کوشش کرے اور اپنے نفس کا تزکیہ کرے اور اس تزکیے کے ذریعے احسان کے مرتبے کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اُسے اصطلاح میں صوفی کہا جاتا ہے۔

ب) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو بصری کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حضرت حسن بصرہ عراق کے شہر بصرہ میں رہتے تھے، اس وجہ سے اُن کو حسن بصری کہا جاتا ہے۔

ج) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت و عبادت کا حال بیان کریں۔

جواب: حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر میں مصروف رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پاؤں میں شدید تکلیف تھی لیکن اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ معمول کے مطابق نماز ادا کرتے تھے۔ وفات کے وقت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔

د) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا؟

جواب: جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی خوبیوں اور تصوف میں بلند مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہمارے درمیان ایسے ہے جیسے فرشتوں کے درمیان جبریل ہیں۔

ہ) حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام کیا تھا؟ ان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام حضرت محمد نفس زکیہ تھا۔ آپ کا تعلق حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے تھا اور آپ کو خلافت عباسیہ سے سخت اختلاف تھا۔

سوال 3: معلومات مکمل کریں۔

	حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	حضرت عبد اللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ
سن پیدائش	21 ہجری	215 ہجری	128 ہجری	98
مقام پیدائش	مدینہ منورہ	بغداد	بسطام	مدینہ منورہ
علمی فضیلت	عبادت، ریاضت، حدیث پڑھانا	تصوف، عبادت	تصوف، عبادت	تصوف عبادت
سن وفات	110 ہجری	297 ہجری	261 ہجری	150 ہجری
مقام وفات	بصرہ	بغداد	بُسطام	کراچی
مدفن	بصرہ	بغداد	بُسطام	کلفٹن کراچی

سوال 4: تفصیلی جواب دیں۔

الف) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام و مرتبہ بیان کریں۔

جواب: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام حسن بن بسیار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 21 ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گوش میں پرورش پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تعلیم حاصل کی۔ دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قرآن و حدیث کے علوم سیکھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبۂ جمعہ سننے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بڑی تعداد سے مستفید ہونے کا موقع بھی ملا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا افسوناک واقعہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا۔

علم و فضل، عبادت، ریاضت اور دین کی تعلیم و تبلیغ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بلند مقام پایا۔ جوانی میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ چلے گئے۔ یہاں خراسان کے گورنر کے کاتب بھی رہے۔ اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حسن بصری کہا جاتا ہے۔ یہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعلیم حاصل کی اور اُن سے رسول اکرم ﷺ کی حدیثیں روایت کیں۔

علم و فقہ کے میدان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات بے مثال ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علماء و فقہاء کے درمیان عظیم علم اور فقیہ، صوفیاء کے نزدیک عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار مانے جاتے ہیں۔ دراصل آپ کو دونوں میدانوں میں عظمت اور کمال حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بڑے بڑے علما میں ہوتا ہے۔

ب) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف میں کیا خدمات انجام دیں؟

جواب: حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب و سنت کے قواعد کی روشنی میں تصوف کا طریقہ وضع کیا ہے۔ اس لیے اپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ نامناسب عقائد سے محفوظ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کے مسائل پر تیس کے قریب مختصر کتابیں لکھی۔ ان کتابوں میں بہت سے خطوط ہیں جو انہوں نے مختلف لوگوں کو لکھے۔ ان کتابوں اور خطوط میں آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے توحید باری تعالیٰ اور صفات الٰہی بیان کی ہیں۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کے تعلق کے طریقے بتانے کے ساتھ ساتھ روحانی وظائف بتائے ہیں۔ دنیا کی حقیقت اور آخرت کی اہمیت واضح کی ہے۔ انسان کی موت اور اللہ تعالیٰ سے اس کی ملاقات کا نقشہ کھنچا ہے۔

ج) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصوف اور روحانیت کے فروغ میں کیا کردار ادا کیا؟

جواب: بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی تعلیمات ابوعلی السندی سے حاسل کیں۔ بعدازاں تصوف کی تعلیمات اور طریقوں میں بہت کمال تک پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اقوال کی صورت میں موجود ہیں۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کردار اور عادات و اطوار کو سنوانے کی غرض سے برہابرس مجاہدہ اور ریاضت کی راہ اختیار کی آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں گزرے ہیں۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی خوبیوں اور تصوف میں بلند مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہمارے درمیان ایسے ہے جیسے فرشتوں کے درمیان جبریل ہیں۔

د) حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی تحریر کریں۔

جواب: حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام عبداللہ اشتر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 98 ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہور شخصیت محمد نفس زکیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مشہور صوفی بزرگوں میں ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ عرب تاجروں کے پہلے قافلے کے ساتھ سندھ آئے۔ محمد بن قاسم کی فوج میں شامل تھے۔ راجہ داہر کے ساتھ محمد بن قاسم کی جنگ میں حصہ لیا۔ ان کے بھائی مصری شاہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی مصری شاہ کی قبر بھی کراچی میں ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبداللہ شاہ غازی عراق سے آئے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت محمد نفس زکیہ رحمۃ اللہ علیہ کو عباسی خلافت سے اختلاف تھا۔ اسی اختلاف کی بنا پر رحمۃ اللہ علیہ 145 ہجری میں اُن کو شہید کر دیا گیا۔ عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری کا حکم بھی دیا۔

سندھ کے گورنر آپ کو گرفتار نہیں کرنا چاہتے تھے مگر اس کے باوجود خلیفہ کے کارندوں نے 150 ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کی تبلیغ کا کام خوب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کراچی میں کلفٹن کے علاقے میں ہے اور درگاہ عبداللہ شاہ غازی کے نام سے مشہور ہے۔

......ہ۔ علماو مفکرین......

......مشق......

سوال 1: درست جواب (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام ہے:

الف) امام باقر ✓ ب) امام محمد

ج) امام احمد د) امام زین العابدین

ب) امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کا زیادہ حصہ گزارا:

الف) عراق میں ب) مکہ مکرمہ میں

ج) مدینہ منورہ میں ✓ د) بغداد میں

ج) بلند علمی مقام کی بنا پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ منصب کی پیش کش کی گئی:

الف) جج ✓ ب) مجسٹریٹ

ج) وزیر اعظم د) صدر

د) المؤطا تصنیف ہے:

الف) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی

ب) امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی

ج) امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ✓

د) امام احمد بن حنبل کی

ہ) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بن انس کے دادا مالک بن ابو عامر شاگردوں میں سے تھے:

الف) نبی اکرم ﷺ ✓ ب) تبع تابعی کے

ج) تابعی کے د) صحابی کے

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) حضرت امام جعفر صادق کو الصادق کیوں کہا گیا؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل اور تقویٰ و پرہیزگاری کا بہترین نمونہ تھے۔ وہ ہمیشہ سچ بولنے کی بنا پر 'الصادق' کے نام سے مشہور ہو گئے۔

ب) حضرت امام جعفر صادق کے سلسلہ نسب کی خاص بات کیا ہے؟

جواب: حضرت امام جعفر صادقؒ کے والد کا نام حضرت امام محمد باقر اور دادا کا نام حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

awazeinqilab.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ فاطمہ، خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نانی اسماء بنت عبدالرحمٰن کا بھی اسی خاندان سے تعلق ہے۔

ج) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے نام لکھیں۔

جواب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زیادہ شہرت ملی۔

د) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی علمی فضیلت تحریر کریں۔

جواب: رسول اللہ ﷺ کی سنت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زیادہ محبت تھی۔ دین کے احکام زیادہ تر رسول اکرم ﷺ پر مدینہ منورہ میں نازل ہوئے۔ اسی لیے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو اہل مدینہ کے طریقے پر چلنے کا کہتے۔ ہزاروں شاگردوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیع علم سے استفادہ کیا۔

ہ) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے نام تحریر کریں۔

جواب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ابن شہاب زہری، امام اوزاعی، امام ثوری اور امام شافعی سمیت بلند علمی مقام رکھنے والے لوگ شامل ہیں۔

سوال 3: معلومات مکمل کریں۔

	امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
سن پیدائش	80 ہجری	80 ہجری	93 ہجری
مقام پیدائش	مدینہ منورہ	کوفہ	مدینہ منورہ
سن وفات	148 ہجری	150 ہجری	179 ہجری
مقام وفات	مدینہ منورہ	بغداد	مدینہ منورہ
مدفن	جنت البقیع	خیزران	جنت البقیع

سوال 4: تفصیلی جواب دیں۔

الف) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی تحریر کریں۔

جواب: امام جعفر صادق 80 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام حضرت امام محمد باقر اور دادا کا نام حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ فاطمہ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نانی اسماء بنت عبدالرحمٰن کا بھی اسی خاندان سے تعلق ہے۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا ننھیالی خاندان علم و فضل کے بلند مقام پر فائز ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل اور تقویٰ و پرہیزگاری کا بہترین نمونہ تھے۔ وہ ہمیشہ سچ بولنے کی بنا پر 'الصادق' کے نام سے مشہور ہوگئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی کثیر روایات مروی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فقہ میں بھی امام مانا جاتا ہے۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے سیاست میں حصہ نہیں لیا۔ انہوں نے اپنی تمام صلاحیتیں علم کی نشر و اشاعت اور نیکی و پرہیزگاری کی تعلیم میں گزار دی۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کا زیادہ حصہ مدینہ منورہ میں گزرا۔ کبھی عراق بھی چلے جاتے اور وہاں ٹھہرتے لیکن ان کی مستقل رہائش مدینہ میں رہی۔ انہوں نے 148 ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے اس احاطے میں دفن کیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دادا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک بھی اسی جگہ ہے۔

ب) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اشاعت اسلام کے لیے کیے جانے والی کوششیں اور اس راہ میں حائل مشکلات بیان کریں۔

جواب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ذہانت عطا کی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خداداد ذہانت کو دین کی تبلیغ اور تشریح کے کام میں استعمال کیا۔ آپ نے زیادہ توجہ دین کی تعلیم و تبلیغ پر دی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرائض کی ادائیگی میں بھی آپ کو بہت زیادہ رغبت تھی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دین کے مسائل کی زیادہ تر عقلی دلیلوں سے واضح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو نہ ماننے والون کو وہ اپنی عقلی دلیلوں سے خاموش کر دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم کو خالص اللہ کی خوشنودی کے لیے پھیلایا اور اس پر عمل کیا۔ بلند علمی مقام کی بنا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کوفہ کا جج بنانے کی پیشکش کی، جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول نہ کیا۔ حق گوئی کی وجہ سے حکمرانوں نے دو بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قید و بند میں رکھا۔ 150 ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں قید کی حالت میں وفات پائی۔

ج) امام مالک کا علمی مقام و مرتبہ تحریر کریں۔

جواب: رسول اکرم ﷺ کی سنت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زیادہ محبت تھی۔ دین کے احکام زیادہ تر رسول اکرم ﷺ پر مدینہ منورہ میں نازل ہوئے۔ اسی لیے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو اہل مدینہ کے طریقے پر چلنے کا کہتے۔ ہزاروں شاگردوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیع علم سے استفادہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ابن شہاب زہری، امام اوزاعی، اما ثوری اور امام شافعی سمیت بلند علمی مقام رکھنے والے لوگ شامل ہیں۔

......حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ......

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ تھے۔

الف) تاجر ب) خلیفہ
ج) عظیم فاتح ✓ د) کاشت کار

ب) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق تھا:

الف) بنو امیہ سے ب) بنو عباس سے
ج) بنو مخزوم سے ✓ د) بنو مصطلق سے

ج) دعوت اسلام کی ابتداء کے وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تھی:

الف) بیس سال ب) چوبیس سال ✓
ج) تیس سال د) چالیس سال

د) نبی اکرم ﷺ نے شام کی طرف مجاہدین بھیجے:

الف) تین ہزار ✓ ب) چار ہزار
ج) پانچ ہزار د) دس ہزار

ہ) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھوٹے نبیوں کا خاتمہ کیا:

الف) عہد صدیقی میں ✓ ب) عہد فاروقی میں
ج) عہد عثمانی میں د) عہد علی میں

سوال 2: خالی جگہ پُر کریں۔

الف) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مکہ نے اپنے جگر گوشے تمہاری طرف پھینک دیے ہیں۔

ب) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عزیٰ نام کا بت توڑنے کے لیے بھیجا گیا۔

ج) نبی اکرم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیف اللہ کا لقب عطا کیا۔

د) ایک دفعہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسم اللہ پڑھ کر زہر پی لیا۔

ہ) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کے شہر حمص میں وفات پائی۔

سوال 3: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں درج ذیل معلومات دیں۔

☆ قبیلے کا نام — بنو مخزوم
☆ لقب — سیف اللہ
☆ قابلیت — شجاعت و بہادری
☆ والد کا نام — ولید
☆ کس حیثیت سے مشہور ہوئے — سپہ سالار اور عظیم فاتح

سوال 4: مختصر جواب لکھیں۔

الف) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کن جھوٹے نبیوں کے خلاف جنگ کی؟

جواب: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلحہ اسدی اور مسلمہ کذاب کے خلاف جنگ کی۔

ب) حضرت ابوبکر صدق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغاوت کو کچلنے کے لیے کتنے لشکر ترتیب دے؟

جواب: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغاوت کو کچلنے کے لیے گیارہ لشکر ترتیب دیے؟

ج) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر کیا الفاظ کہے؟

جواب: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درج ذیل الفاظ فرمائے۔

ترجمہ: خالد بن ولید کے مرنے سے اسلام کی فصیل میں ایک ایسی دراڑ پڑ گئی ہے جو کبھی پر نہیں ہوگی۔

د) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کب ہوئی۔

جواب: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 21 ہجری میں اکسٹھ (61) سال کی عمر میں شام کے شہر حمص میں وفات پائی اور اسی شہر میں دفن ہوئے۔

......باب ہفتم......

......اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضے......

......الف۔ انسانی زندگی میں ماحول کی اہمیت......

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) نبی اکرم ﷺ نے ایمان کا حصہ قرار دیا:

الف) طہارت و پاکیزگی کو ✓ ب) مسکرا کر ملنے کو

awazeinqilab.com

ج) سلام کو   د) شجر کاری کو

ب) ماحول کی آلودگی ایک مسئلہ ہے:

الف) سیاسی   ب) معاشی

ج) اجتماعی ✓   د) انفرادی

ج) ٹریفک کا شور، گاڑیوں کے پریشر ہارن، لاؤڈ سپیکر کا بے جا استعمال، گھروں اور گلیوں میں غیر ضروری چیخ و پکار اور بلند آواز میں موسیقی ہے:

الف) ماحول کی آلودگی   ب) صوتی آلودگی ✓

ج) آبی آلودگی   د) فضائی آلودگی

د) ہماری زمین کے درجہ حرارت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اسے "گلوبل وارمنگ" کہتے ہیں۔ اس مسئلے کا بہترین حل ہے:

الف) شجر کاری ✓   ب) آبی آلودگی سے بچاؤ

ج) کوڑا کرکٹ کی صفائی   د) وبائی امراض سے بچاؤ

ہ) فضائی آلودگی سے مراد زہریلے مادوں کا شامل ہونا ہے:

الف) مٹی میں   ب) خوراک میں

ج) پانی میں   د) ہوا میں ✓

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) انسانی زندگی میں اچھے اور صاف ستھرے ماحول کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: انسانی زندگی میں ماحول کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ ماحول انسان کی صحت اور طبیعت پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر ماحول صاف ستھرا ہو تو انسان کی طبیعت تر و تازہ اور خوشگوار رہتی ہے۔ اس کے برعکس آلودہ اور گندے ماحول کا انسان کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے اور انسان بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ب) پانی کے ذخائر کی آلودگی کا سبب بننے والے عناصر بیان کریں۔

جواب: پانی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ یہ زندگی کے لیے بے حد ضروری ہے۔ لیکن لوگ اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے اس کو بھی آلودہ کر دیتے ہیں۔ ندی نالوں میں کوڑا کرکٹ اور گھروں اور کارخانوں وغیرہ سے خارج ہونے والا گندہ اور زہریلا پانی ڈال دیا جاتا ہے جو پانی کے ذخائر کی آلودگی کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے کیمیائی کھادوں اور زہریلی ادویات کا بے تحاشا استعمال کیا جاتا ہے جس سے پیداوار میں اضافہ تو ہو جاتا ہے لیکن زمین بھی آلودگی کا شکار ہو جاتی ہے اور اس کی زرخیزی کم ہو جاتی ہے۔

ج) نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق اگر قیامت کی گھڑی بھی آ جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا، تو اسے کیا کرنا چاہیے۔

جواب: ترجمہ: اگر قیامت کی گھڑی آ جائے اور تم میں سے کسی کے ساتھ میں پودا ہو، تو اگر وہ اُس پودے کو لگا سکتا ہو تو اسے لگائے بغیر نہ اٹھے۔

د) بیماریوں سے بچاؤ کے لیے کیا ضروری ہے؟

جواب: ان بیماریوں سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں۔ بیماری کے بچاؤ کے لیے ہمیں تمام تر حفاظتی اقدامات اختیار کرنے چاہییں۔ کسی قسم کی کوتاہی اور غفلت اپنے علاوہ دوسروں کے لیے بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔

ہ) وبا یا بیماری کی صورت میں اسلام کی کیا ہدایات ہیں؟

جواب: وبا یا بیماری کی صورت میں اسلام کی ہدایت یہی ہے کہ اگر کسی جگہ پر بیماری پھیلی ہو تو اس جگہ نہ جائیں۔ اور اگر آپ پہلے سے اس جگہ پر موجود ہیں تو متاثرہ علاقے سے باہر نکل کر محفوظ لوگوں کے لیے خطرے کا باعث نہ بنیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) آلودگی کی اقسام بیان کریں۔

جواب: ہمارے ماحول میں مختلف قسم کی آلودگی پیدا ہو جاتی ہے مثلاً گاڑیوں، کارخانوں اور فیکٹریوں سے خارج ہونے والا زہریلا دھواں ہماری فضا کو آلودہ کر دیتا ہے۔ اس سے سانس کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح ٹریفک کا شور، گاڑیوں کے پریشر ہارن، لاؤڈ سپیکر کا بے جا استعمال، گھروں اور گلیوں میں غیر ضروری چیخ و پکار اور بلند آواز میں موسیقی، لوگوں کے چین و سکون کی بربادی کے بڑے اسباب میں سے ہیں۔ اس نے جہاں لوگ سماعت کی خرابی کا شکار ہوتے ہیں وہاں بہت سے دیگر نفسیاتی مسائل، مثلاً ذہنی و اعصابی بیماریوں میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔

پانی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ یہ زندگی کے لیے بے حد ضروری ہے۔ لیکن لوگ اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے اس کو بھی آلودہ کر دیتے ہیں۔ ندی نالوں میں کوڑا کرکٹ اور گھروں اور کارخانوں وغیرہ سے خارج ہونے والا گندہ اور زہریلا پانی ڈال دیا جاتا ہے جو پانی کے ذخائر کی آلودگی کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے کیمیائی کھادوں اور زہریلی ادویات کا بے تحاشا استعمال کیا جاتا ہے جس سے پیداوار میں اضافہ تو ہو جاتا ہے لیکن زمین بھی آلودگی کا شکار ہو جاتی ہے اور اس کی زرخیزی کم ہو جاتی ہے۔

آلودگی سے طرح طرح کی بیماریوں اور وائرس پیدا ہوتے ہیں۔ ان بیماریوں سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے ماحول کو صاف ستھرا

رکھیں۔ بیماری کے بچاؤ کے لیے ہمیں تمام تر حفاظتی اقدامات اختیار کرنے چاہییں۔ کسی قسم کی کوتاہی اور غفلت اپنے علاوہ دوسروں کے لیے بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ وبا یا بیماری کی صورت میں اسلام کی ہدایت یہ ہے کہ اگر کسی جگہ پر بیماری پھیلی ہو تو اس جگہ نہ جائیں۔ اور اگر آپ پہلے سے اس جگہ پر موجود ہیں تو متاثرہ علاقے سے باہر نکل کر محفوظ لوگوں کے لیے خطرے کا باعث نہ بنیں۔

ب) ماحول کی حفاظت میں شجر کاری کی اہمیت اور فوائد تحریر کریں۔

جواب: درخت اور پودے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں۔ یہ ہوا میں موجود آلودگی کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ اس سے درجہ حرارت میں کمی آتی ہے اور ماحول خوشگوار ہو جاتا ہے۔ درختوں اور فصلوں کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر دینِ اسلام میں درخت، پودے اور فصلیں وغیرہ اُگانے پر زور دیا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اگر قیامت کی گھڑی آ جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا ہو، تو اگر وہ اُس پودے کو لگا سکتا ہو تو اسے لگائے بغیر نہ اٹھے۔

گزشتہ چند سالوں سے ہماری زمین کے درجہ حرارت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اسے "گلوبل وارمنگ" کہتے ہیں۔ اس مسئلے کا بہترین حل شجر کاری ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم نہ صرف درختوں کی حفاظت کریں بلکہ اپنے گھروں، اسکولوں اور ارد گرد کی جگہوں میں زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں۔

......ب۔ جانوروں کی اہمیت اور ان کے حقوق......

......مشق......

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) جانور کا سب سے پہلا حق ہے:

الف) ذبح کرنا   ب) علاج کروانا

ج) صاف ماحول دینا

د) چارے، دانے اور کھانے پینے کا خیال ✓

ب) رینگنے والے جانوروں میں شامل ہے:

الف) مچھلی   ب) پرندے

ج) سانپ ✓   د) بلی

ج) جانوروں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اُن کی کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے۔ حدیث رسول ﷺ کے مطابق لعنت کا مستحق ہوگا جس نے:

الف) اس پر بوجھ لادا   ب) جانور کو داغا ✓

ج) بلا ضرورت باندھا   د) لاٹھی سے مارا

د) کاشت کاری اور بار برداری کے کام آتا ہے:

الف) گدھا ✓   ب) گائے

ج) بھیڑ   د) بیل

ہ) بنی اسرائیل کی بدکار عورت کی مغفرت صرف اس وجہ سے ہوگی کہ اس نے کنوئیں سے پانی نکال کر پلایا تھا:

الف) ایک پیاسے کتے کو ✓   ب) ایک پیاسے کوے کو

ج) ایک پیاسے بیل کو   د) ایک پیاسے اونٹ کو

سوال 2: مختصر جواب لکھیں۔

الف) اللہ تعالیٰ نے زمین پر کس کس طرح کے جانور پیدا کیے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے زمین پر طرح طرح کے جانور پیدا کیے ہیں۔ ان میں سے بعض چار ٹانگوں پر چلتے ہیں۔ بعض رینگتے ہیں اور بعض پروں کے ذریعے سے ہوا میں اُڑتے پھرتے ہیں۔

ب) جانوروں اور انسانوں کی زندگی کیوں باہم لازم و ملزوم ہے؟

جواب: جانوروں اور انسانوں کی زندگی باہم لازم و ملزوم ہے۔ انسان کی بیشتر ضروریات جانوروں کے ذریعے سے پوری ہوتی ہیں۔ ان کی عدم موجودگی سے انسان بہت سی نعمتوں سے محروم ہو جائے گا۔ اکثر جانور کسی نہ کسی ذریعے سے انسان کے لیے مفید کام سرانجام دیتے ہیں تاہم بعض جانور نقصان کا باعث بھی بنتے ہیں، جیسے سانپ، بچھو، جنگلی درندے وغیرہ۔

ج) آپ ﷺ نے اونٹ کے مالک کو (جو اپنے اونٹ کا خیال نہیں رکھتا تھا) کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر شکایتی انداز میں بلبلانا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ اونٹ کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اُس کے مالک کو بلایا اور فرمایا:

ترجمہ: اس بے زبان جانور کے بارے میں اللہ سے ڈر، جسے اللہ نے تیرے اختیار میں دے رکھا ہے۔ یہ اونٹ اپنے آنسوؤں اور اپنی آواز کے ذریعہ سے مجھ سے تیری شکایت کر رہا ہے۔

د) جانوروں کے ساتھ کس طرح حسن سلوک کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اُن کا خیال رکھنا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی بدکار عورت کی مغفرت صرف اس وجہ سے ہوگی کہ اُس نے ایک پیاسے کتے کو کنوئیں سے پانی نکال کر پلایا تھا۔ (صحیح مسلم: 2245)

awazeinqilab.com

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لیے نکلے تو صحن میں بطخیں دوڑ رہی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو ان کی خوراک کے انتظام اور دیکھ بھال کا حکم دیا۔

ہ) حلال جانوروں کو ذبح کرتے وقت کن احتیاطی تدابیر کا خیال رکھنا چاہیے؟

جواب: حلال جانوروں کو ذبح کرنا ایک بنیادی ضرورت ہے تاہم اس کے لیے پہلے پوری تیاری کرنا ضروری ہے۔ ذبح کرنے کے لیے جو سامان درکار ہو اُسے بروقت فراہم کر لینا چاہیے۔ چھری اگر کند ہو تو اس کو تیز کر لیا جائے۔

کند چھری سے جانور ذبح نہ کیا جائے۔ جانور اگر بھوکا یا پیاسا ہو تو اس حالت میں ذبح نہ کیا جائے۔ جانور کو قبلہ رخ لٹا کر سنت طریقے سے ذبح کریں، ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

الف) دین اسلام کی روشنی میں روزمرہ زندگی میں جانوروں کے حقوق اور تحفظ کا خیال کیسے رکھا جا سکتا ہے؟

جواب: اسلام انسانی زندگی کے ہر شعبے کے لیے بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے چونکہ جانوروں کا انسانوں کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اسلام نے اس تعلق کی پوری پوری رعایت کی ہے۔ دین اسلام صرف انسانی حقوق کی بات نہیں کرتا بلکہ جانوروں اور حیوانوں کے حقوق بھی واضح کرتا ہے اور انہیں پورا کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اگر اُس نے کوئی جانور پال رکھا ہو یا اُس سے وہ کوئی عارضی کام لیتا ہو یا وہ اُس کے دسترس میں ہو تو وہ اُس کے درج ذیل حقوق کا خیال رکھے۔

(1) حق خوراک:

جانور کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ اس کے چارے، دانے اور کھانے پینے کا خیال رکھا جائے۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر شکایتی انداز میں بلبلانا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ اونٹ کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا:

ترجمہ: اس بے زبان جانور کے بارے میں اللہ سے ڈر، جسے اللہ نے تیرے اختیار میں دے رکھا ہے۔ یہ اونٹ اپنے آنسوؤں اور اپنی آواز کے ذریعے مجھ سے تیری شکایت کر رہا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ایک عورت کو اس لیے عذاب دیا گیا کہ اُس نے ایک بلی کو قید کر کے رکھا ہوا تھا اور نہ اسے غذا دیتی اور نہ اس کو آزاد کرتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔

اس لیے جانور کے مالک کا فرض ہے کہ وہ اس کے کھانے پینے کا خیال رکھے اور بروقت اس کی خوراک کا انتظام کرے۔ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اُسے اپنے اس جرم کا جواب دینا پڑے گا۔

حق زندگی:

جس طرح دین اسلام میں کسی انسان کو ناحق قتل کرنا ظلم ہے۔ اسی طرح کسی بھی ذی روح چیز کو جان سے مارنا ظلم ہے البتہ اگر کوئی جانور نقصان کا باعث بن رہا ہو یا وہ نقصان پہنچا سکتا ہو تو اسے مارنا جائز ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: کسی نے اگر چڑیا یا اس سے بھی کسی چھوٹے جانور کو اس کے حق کے بغیر ذبح کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے متعلق اس سے ضرور باز پرس کرے گا۔

ب) جانوروں سے حسن سلوک کے بارے میں سیرت طیبہ ﷺ سے کوئی سی دو مثالیں تحریر کریں۔

جواب: جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اُن کا خیال رکھنا بڑے اجر ثواب کا کام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی بدکار عورت کی مغفرت صرف اس وجہ سے ہوگی کہ اُس نے ایک پیاسے کتے کو کنوئیں سے پانی نکال کر پلایا تھا۔ (صحیح مسلم: 2245)

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لیے نکلے تو صحن میں بطخیں دوڑ رہی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو ان کی خوراک کے انتظام اور دیکھ بھال کا حکم دیا۔

ج) پالتو جانوروں سے ہمیں کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

جواب: پالتو جانوروں سے ہمیں گوشت کھانے، بار برداری، کھیتی باڑی کے فائدے ملتے ہیں جو جانور جس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے اُس سے وہی کام لینا چاہیے۔

......تاریخ......

......باب 1......

......قدیم تہذیبیں......

(میسوپوٹیمیا، مصر)

......مشق......

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(1) لفظ History یعنی تاریخ کس زبان سے ماخوذ ہے:
الف) لاطینی ب) سنسکرت ج) یونانی ✓ د) روما

(2) تاریخ کس کا مطالعہ ہے:
الف) موجودہ واقعات کا ب) ماضی کے واقعات کا ✓
ج) مستقبل کے واقعات کا د) پیشگوئی کا

(3) شہر بابل کس تہذیب کا مرکز تھا:
الف) وادی سندھ ب) بابل کی تہذیب ✓
ج) مصری تہذیب د) شنگ سلطنت

(4) کس قدیم تہذیب میں عورت کے حقوق تھے اور وہ طاقتور تھی:
الف) مصری تہذیب ب) وادی سندھ کی تہذیب
ج) شنگ تہذیب د) سمیری تہذیب ✓

(5) سمیری تہذیب کہاں واقع تھی:
الف) دریائے نیل ب) دریائے سندھ
ج) دریائے دجلہ و فرات ✓ د) اناطولیہ

سوال 2: درج ذیل جدول کا مطالعہ کریں جس میں میسوپوٹیمائی اور مصری تہذیب کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے:

	میسوپوٹیمیا	مصر
۱۔دریا	فرات و دجلہ	دریائے نیل
۲۔حکومت	شہری حکومت جس پر بادشاہ اور مذہبی پیشوا سربراہ ہوتے تھے، سلطنت کی بنیاد بنی۔	گاؤں دیہات ملک کی اکائی تھے اور ان پر فراعین حکومت کرتے تھے۔
۳۔معیشت	زراعت اور کاروبار	زراعت اور کاروبار
۴۔ہنرمندی	مٹی اور دھاتی مصنوعات، کپڑا	مٹی اور دھاتی مصنوعات، کپڑا
۵۔قدرتی دفاع	دلدلی میدان	دریائے نیل کے کناروں، صحارا اور مشرقی صحرا
۶۔ترقی	خط میخی	تصویری تحریر
	کیلنڈر	رتھ
	لکڑی کا ہل	اعدادی نظام
	کشتی رانی	کیلنڈر
	پہیہ	طِب

الف) میسوپوٹیمائی اور مصری ایجادات میں کیا قدریں مشترک تھیں؟ تقابلی جائزہ پیش کریں۔

جواب: یکسانیت:
☆ دونوں تہذیبیں دریاؤں کے کنارے شروع ہوئیں۔
☆ دونوں تہذیبیں زراعت اور تجارت پر انحصار کرتی تھیں۔
☆ دونوں تہذیبوں نے کئی چیزیں ایجاد کیں۔

فرق:
☆ مصریوں کی ایجادات زیادہ سائنسی تھیں۔
☆ میسوپوٹیمیا کا زیادہ تر انحصار زراعت پر تھا جبکہ مصری تہذیب کافی جدید تھی۔

ب) میسوپوٹیمائی اور مصری تہذیبوں کے نظام حکومت اور قدرتی دفاع کا تقابلی جائزہ لیں۔ مختصر جملوں میں جواب تحریر کریں۔

جواب: نظام حکومت:
میسوپوٹیمیا تہذیب: شہری حکومت جس پر بادشاہ اور مذہبی پیشوا سربراہ ہوتے تھے، سلطنت کی بنیاد بنی۔
مصری تہذیب: گاؤں دیہات ملک کی اکائی تھے اور ان پر فراعین حکومت کرتے تھے۔

قدرتی دفاع:
میسوپوٹیمیا تہذیب: دلدلی میدان
مصری تہذیب: دریائے نیل کے کنارے، صحارا اور مشرقی صحرا

سوال 3: چند سطروں میں ان سوالات کے جوابات دیں۔

(1) تاریخ کیا ہے؟
جواب: تاریخ ماضی کے علم کو کہتے ہیں۔ یہ یونانی لفظ "historia" سے ماخذ ہے جس کے معنی ہیں کہ تحقیق، تفصیلات اور تاریخی ریکارڈ کے ذریعے علم حاصل کرنا۔

(2) چند دریائی تہذیبوں کی نشاندہی کریں؟
جواب: دنیا کی ابتدائی تہذیبیں جیسا کہ میسوپوٹیمیا، مصر، وادی سندھ اور چین

awazeinqilab.com

وغیرہ دریاؤں کے کنارے پروان چڑھی۔ دریاؤں سے لوگوں کو وافر پانی اور زرخیز مٹی ملتی رہی جس کی وجہ زرعی سرگرمیاں، گلہ بانی اور ماہی گیری جیسی اہم ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

(3) سمیریوں کی اہم ایجادات کیا تھے؟

جواب: ماہرین آثار قدیمہ کو سمیری دور کے پتھر اور کانسی سے بنے ہوئے اوزار ملے ہیں۔ اس میں کدال، چاقو، تیشہ، مٹی کے نوادرات جیسے کہ درانتی، اینٹ رنگین مٹی اور چینی مٹی کے برتن ملے ہیں۔

(4) مصر کی نظام حکومت میں فرعون کے کردار کے متعلق بتائیں؟

جواب: فرعون یعنی بادشاہ کی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

۱۔ اتحاد ۲۔ اچھے اور برے وقتوں میں رہنمائی
۳۔ حکم جاری کرنا ۴۔ مذہبی تہواروں میں شرکت

(5) مصر میں ممی (حنوط شدہ لاشیں) کرنے کا کیا طریقہ تھا اور یہ کیوں کی جاتی تھی؟

جواب: قدیم مصری مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین رکھتے تھے جس کی وجہ سے ان کے ہاں لاشوں کو ممی بنانے کا رواج پا گیا۔ لاشوں کو کپڑوں میں لپیٹ کر زیورات اور دیگر اشیاء سے سجایا جاتا اور ان کے چہرے پر مرنے والے کی شکل کی طرح کا نقاب چڑھایا جاتا۔ امیروں کی ممی کے ساتھ کھانے پینے کی اشیاء بھی ساتھ ہی دفن کی جاتی تھی۔

(6) خط میخی کیا ہے؟

جواب: ابتدائی طرز تحریر اور لکھائی کا نام خط میخی (Cuniform) ہے یہ سمیریوں کی ایجاد تھی۔

سوال 4: درج ذیل سوالات کے جوابات اپنے الفاظوں میں تفصیل سے لکھیں۔

(1) بابلی تہذیب کیوں اہم تھی؟

جواب: سلطنت بابل:

قدیم میسوپوٹیمیا میں سلطنت بابل پہلی باقاعدہ بادشاہت مانی جاتی ہے۔ بابلی شہروں کو دریائے فرات کے کنارے آباد کیا گیا۔ ۱۷۹۲ قبل مسیح میں حمورابی بابل کا پہلا بادشاہ بنا۔ حمورابی کے دور میں بابل علم و ہنر اور ترقی کا مرکز بنا جہاں شہروں کو آباد کرتے ہو عظیم تعمیرات کی گئیں جس میں شاہی محل، باغات، قبرستان اور مذہبی عمارات قابل ذکر ہیں۔

(2) قدیم مصر کا معاشرہ کس طرح اہرام کی طرز پر ڈالا گیا؟

جواب: قدیم مصر کا معاشرہ اپنے اہراموں کی طرح منظم تھا جس میں فراعین کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ فراعین مصر کے بادشاہ اور ملکہ تھے۔ وزیر کا اس کے بعد درجہ تھا۔ تمام سرکاری اہلکار وزیر کو جوابدہ تھے۔ وزیر کے علاوہ، مذہبی پیشوا، فوجی کمانڈر، خزانہ دار اور عوامی امور کے منتظم فرعونوں کو جوابدہ تھے۔ پڑھے لکھے سرکاری لوگ خزانہ، لگان اور دیگر حسابات کی تفصیل کو قلم بند کرتے تھے۔ کسان چھوٹے گاؤں میں رہتے تھے اور اگانے والی فصلوں پر لگان کی ادائیگی کرتے تھے۔

(3) قدیم مصر اور سمیری تہذیب کے طرز معاشرت کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

سمیری تہذیب	قدیم مصر
سمیری اپنی قائدانہ سلاحیتوں کی وجہ سے بادشاہ بن گئے۔ انہوں نے ایک معاشرتی نظام ترتیب دیا۔ شاہی خاندان، اعلیٰ مذہبی پیشوا اور اعلیٰ سرکاری اہلکاروں کو معاشرے میں اونچا مقام ملا۔ عام سرکاری اہلکار اور مذہبی پیشواؤں کو اس نظام میں دوسرا درجہ دیا گیا۔ تیسرے درجے میں پڑھے لکھے، تاجر اور ہنر مندوں کو مقام دیا گیا۔ اس نظام میں کاشت کار اور غلاموں کو آخری درجے پر رکھا گیا۔	قدیم مصر کا معاشرہ اپنے اہراموں کی طرح منظم تھا جس میں فراعین کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ فراعین مصر کے بادشاہ اور ملکہ تھے۔ وزیر کا اس کے بعد درجہ تھا۔ تمام سرکاری اہلکار وزیر کو جوابدہ تھے۔ وزیر کے علاوہ، مذہبی پیشوا، فوجی کمانڈر، خزانہ دار اور عوامی امور کے منتظم فرعونوں کو جوابدہ تھے۔ پڑھے لکھے سرکاری لوگ خزانہ، لگان اور دیگر حسابات کی تفصیل کو قلم بند کرتے تھے۔ کسان چھوٹے گاؤں میں رہتے تھے اور اگانے والی فصلوں پر لگان کی ادائیگی کرتے تھے۔

(4) قدیم مصر میں کھیتی باڑی کے کون سے طریقے رائج تھے؟

جواب: زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے شدف (Shaduf) کے ذریعے کنوؤں سے پانی کھینچ کر استعمال کیا جاتا تھا۔

قدیم زمانے سے ہندوستان، مصر اور دیگر ممالک میں زراعت کے لیے پانی کے کنویں سے کھینچنے کا طریقہ ابھی بھی قابل استعمال ہے۔ جسے شدف کہتے ہیں۔

(5) اس سبق میں درج قدیم تہذیبوں میں عورت کا مقام بیان کریں۔

جواب: کسی حد تک سمیری تہذیب میں عورت کو آزادی اور احترام حاصل تھا۔ عورتیں عام طور پر گھر کا کام کرتیں اور مرد حضرات خاندان کے سربراہ ہوتے تھے۔ ان کے مذہبی اور سماجی حوالے سے عورتوں کو معاشرے میں کئی حقوق حاصل تھے۔ کچھ ان میں مذہبی پیشوا تھیں جبکہ کئی اس قدر طاقتور تھیں کہ وہ جائیدادوں اور غلاموں کی خرید و فروخت کے ساتھ ساتھ کاروبار اور مذہبی رسومات کی تقریبات کا انعقاد کرتی تھیں۔

قدیم مصر میں عورتوں کو اس قدر آزادی تھی کہ وہ فرعون یعنی بادشاہت سنبھال سکتی تھیں مثلاً ہاتشیپ ایک کاروباری ذہن کی مالک تھی جس کی وجہ سے مصر میں خوشحالی آئی۔

......باب 2......

......قدیم تہذیبیں (وادی سندھ اور چین کی تہذیب)......

......مشق......

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(1) ہڑپہ میں زائد اناج کو کہاں محفوظ کیا جاتا تھا؟

الف) اناج ذخیرہ گاہ ✓ ب) زیرِ زمین سرنگیں
ج) مختلف جگہیں د) گھروں میں

(2) مہر گڑھ کے لوگ دھاتوں سے واقف تھے، ثبوت کے طور پر:

الف) موتی ب) برتن
ج) کلہاڑیاں ✓ د) مہریں

(3) کھانا کھانے میں مددگار لکڑی کا کانٹے (Chopsticks) کہاں ایجاد کی گئیں۔

الف) چین ✓ ب) سمیر
ج) ہڑپہ د) مہر گڑھ

(4) وادی سندھ کی زیادہ آبادی کہاں واقع تھا:

الف) مختلف جگہوں پر ب) چھونپڑیوں میں
ج) غاروں میں د) شہروں میں ✓

(5) وادی سندھ کے لوگ تفریح کے لیے کیا کرتے تھے یا کیا استعمال کرتے تھے:

الف) شکار ب) تیر اندازی ج) پانسہ بازی د) مٹی کے کھلونے ✓

سوال 2: ۳ سے ۵ سطروں میں ان سوالات کے جوابات دیں۔

(1) شنگ اور ژو سلطنت کی ایجادات اور دریافتوں کو لکھیں۔

جواب: شنگ اور ژو دور میں چینیوں نے سیاروں کی حرکات، سورج گرہن کے مطالعے سے اپنے ہاں درست کیلنڈر ترتیب دیے۔ چین کانسی کے دور میں اپنے عروج کو پہنچا جس میں شنگ سلطنت نے اپنا تحریری نظام کانسی کے برتن، گھوڑا گاڑی اور ہتھیار بنانے میں مہارت حاصل کی۔

(2) مہر گڑھ کی ابتدائی آبادکاری کے متعلق بتائیں۔

جواب: مہر گڑھ، موہن جوداڑو، ہڑپہ اور ٹیکسلا کو پوری دنیا میں آثار قدیمہ کے اہم مقامات کے طور پر جانا جاتا ہے۔ درہ بولان، بلوچستان، پاکستان کے شروع میں ۷۰۰۰ سے ۵۵۰۰ قبل مسیح میں وادی سندھ سے قبل زراعت اور گلہ بانی کے پیشے کے حامل لوگوں کی آبادیوں کا پتا چلا ہے۔

(3) ہڑپہ قصبہ کی بناوٹ کیا تھی۔

جواب: وادی سندھ کی تہذیب میں زیادہ تر لوگ شہروں میں آباد تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ترقی یافتہ زندگی گزار رہے تھے اور ان کے پاس بہترین منصوبہ بندی سے آباد کیے گئے شہر موجود تھے۔ حیرت انگیز طور پر پاکستان میں وہ خصوصیات آج بھی موجود ہیں۔ گھروں کو خشک کچی اینٹوں سے تعمیر کیا جاتا تھا۔ گلیوں کی چوڑائی ۱۰ تا ۳۰ فٹ کے قریب تھی۔ گلیوں کے نیچے نکاسی کے نالوں کی مدد سے شہروں کو صاف رکھا جاتا تھا۔

(4) قدیم تہذیبوں میں مہریں کیوں استعمال کی جاتی تھیں۔

جواب: کھدائی کے دوران ایسی مہریں اور نقشے ملے ہیں جس پر مختلف جانوروں اور انسانوں کی شکلیں کندہ کی ہوئی ہیں۔ ماہرین آثا قدیمہ کو ہڑپہ کے ابتدائی دور کی ایسی تحریریں ملی ہیں جسے وادی سندھ کا طرز تحریر کہا جاتا ہے مگر ان تحریروں کو ابھی تک پڑھا نہیں جاسکا۔

(5) ہڑپہ کے لوگوں کے بنیادی پیشوں اور زندگی کے متعلق بتائیں۔

جواب: لوگوں کا پیشہ ہنرمندی، فنکاری اور کاروبار تھا۔ کمہار، راج مستری اور لوہاروں کی ہر وقت ضرورت تھی۔ وادی سندھ کے لوگوں کی طرز زندگی سمیریوں کی طرح بہترین تھی جو اپنے ہم عصر بابلی اور مصریوں سے زیادہ ترقی یافتہ تھے۔ وادی سندھ میں معاشرے کے چار طبقے تھے: ۱۔ مذہبی پیشواء ۲۔ جنگجو ۳۔ تاجر ۴۔ مزدور۔ تفریح کے لیے یہ لوگ مٹی کے کھلونے اور موسیقی کے آلات بناتے تھے۔

سوال 3: درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے دیں۔

(1) وادی سندھ کا شنگ اور ژو سلطنت سے موازنہ کرتے ہوئے مشابہات اور تفریق کو قلم بند کریں۔ جوابات کے لیے جدول کی مدد سے مشابہت اور فرق کو واضح کر سکتے ہیں۔

جواب:

	شنگ اور ژو	وادی سندھ
مشابہت	شنگ سلطنت مکمل طور پر بادشاہوں کے زیر نگین رہی جبکہ ژو سلطنت پر جاگیرداروں کی مدد سے حکومت کی گئی۔ اس طرح بادشاہ وہ فرد واحد تھا جو نہ صرف حکمرانی کرتا تھا بلکہ تمام تر قوانین اور طاقت کا سرچشمہ بھی اس کی ذات تھی۔ قدیم شنگ اور ژو دور میں لوگوں کو ایک معاشرتی نظام کے تحت منظم کیا گیا۔	موہن جوداڑو اور ہڑپہ کے باقیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی پیشوا اور بادشاہ مذہبی اور کاروباری قوانین کو ترتیب دیتے تھے۔ وادی سندھ کی تہذیب کے قوانین میں فطرت کا خیال، غلط کاریوں سے بچنا اور ٹیکس کی ادائیگی شامل تھیں۔ قانون کے تحت خواتین کو احترام دینا ضروری تھا۔ بت پرستی وادی سندھ کا مذہب تھا۔
فرق	قدیم چین میں لوگوں کے کئی مذاہب تھے۔ وہ کئی مذاہب پر یقین رکھتے ہوئے مظاہر فطرت کی پوجا کرتے تھے۔	

(2) کیا آپ کے خیال میں شنگ اور ژو سلطنت کی معیشتیں مضبوط تھیں۔ سبق میں دیے گئے شواہد کی مدد سے وضاحت کریں۔

جواب: شنگ اور ژو کے دور میں زراعت لوگوں کی معیشت کا اہم ذریعہ تھا۔ تاریخ دانوں کے خیال میں دریائے زرد (Yellow River) کے دونوں کناروں کی زرخیز زمین لوگوں کے خوراک کے حصول کا اہم ذریعہ تھا جبکہ شنگ مقبروں، شہروں کی حفاظتی دیواروں اور بڑے نہروں کی تعمیر کے لیے دولت اور ہنرمندوں کی بھی فراوانی تھی۔

(3) کنفیوشس کی اخلاقی قدریں کونسی ہیں۔

جواب: ۵۰۰ قبل مسیح میں ایک چینی فلسفی کنفیوشس گزرا ہے۔ ان کی تعلیمات نے چینی لوگوں کے اخلاق، رویوں اور زندگی کی ترقی پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ انھوں نے بہترین انسانی قدروں کی تعلیم دی اور کہا کہ چھوٹے بڑوں کا احترام کریں۔ انھوں نے کہا کہ ایک بہترین رہنما کو لوگوں کے لیے اچھی مثال بننے کے لیے اخلاقی دولت سے مالا مال ہونا چاہیے۔ کنفیوشس کے خیال میں انصاف، احترام، شفقت، بصیرت اور اخلاص اچھی حکومت کے اہم اجزا ہیں۔

(4) وادی سندھ کی تہذیب کے حوالے سے ملتے جلتے بیان اور شواہد کو جدول میں ترتیب دیں۔

بیان	شواہد
وادی سندھ کی تہذیب کے لوگ تعمیرات کے لیے پکی اینٹ کا استعمال کرتے تھے۔	کھدائی کے دوران پتھر کے بت جس میں سر پر پگڑی، کھلونے گاڑیاں، جانوروں کی ہڈیاں اور مہروں پر جانوروں کی تصاویر ملی ہیں۔
وادی سندھ کی تہذیب کے لوگ ہنرمند تھے۔	مٹی میں جانوروں کے پیروں کے نشانات، کھلونے جانور، جانوروں کی ہڈیاں اور مہروں پر جانوروں کی تصاویر ملی ہیں۔
وادی سندھ کی تہذیب کے لوگ دوسروں سے کاروبار کرتے تھے۔	موہن جوداڑو میں کھدائی سے معلوم ہوا کہ وہاں گھر اینٹوں سے بنے ہیں
وادی سندھ کی تہذیب کے لوگ امن پسند تھے۔	اندازہ ہے کہ جانوروں کے شکل والے مہر کاروبار کے لیے استعمال ہوتے تھے
وادی سندھ کی تہذیب کے لوگ پالتو جانور رکھتے تھے۔	موہن جوداڑو کی کھدائی میں کوئی ہتھیار نہیں ملا۔

......باب 3......

......فارسی، یونانی اور رومی تہذیبیں......

......مشق......

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(1) لفظ Pax Romana کا کیا مطلب ہے:

الف) رومی امن ✓ ب) رومی فن

ج) رومی ثقافت د) رومی جنگ

(2) سکندر نے ـــــــ کو قدیم مصر میں آباد کیا جو بعد ازاں میسوپوٹیمیائی بادشاہت بطلیموس کا دارالحکومت رہا۔

الف) ایتھنز ب) مصر ✓

ج) بابل د) ہڑپہ

(3) سائرس اعظم کہاں کا حکمران تھا:

الف) وادی سندھ ب) مصر

ج) میسوپوٹیمیا د) فارس ✓

(4) فارس کی سلطنت کے دور میں سوس سے ساردس کس چیز کی ابتدائی صورت تھی:

الف) نہر سویز ب) سکندریہ

ج) شاہراہ ریشم ✓ د) قاشانی قالین

(5) یونانی تہذیب کے زوال کے بعد رومی سلطنت اپنے کس خصوصیت کی وجہ سے دنیا کی طاقتور ترین سلطنت میں بدلا:

الف) معیشت ب) فوج ✓

ج) ثقافت د) جمہوریت

مختصر جواب دیں۔

1) فارسی لوگ کون تھے؟

جواب: قدیم ایران کو فارس کہا جاتا تھا اور یہ جنوب مغربی ایشیا ایک اہم علاقہ تھا۔ قدیم فارس اپنے وطن کو پارسہ کہتے تھے۔ پہلی فارسی بادشاہت (ہخامنشی سلطنت) چھٹی قبل مسیح میں شروع ہوئی اور سکندر اعظم کی فتح ایران یعنی ۳۳۰ قبل مسیح تک جاری رہی۔ سائرس اعظم اور دارا اعظم اس سلطنت کے دو عظیم بادشاہ گزرے ہیں۔

2) فارسی اور یونانی تہذیبوں میں کیا مماثلت تھی۔

جواب: فارس کا معاشرہ نہایت منظم تھا۔ جہاں پر سماجی درجہ بندی سخت تھی جس میں حکمران اور مذہبی پیشوا اعلیٰ درجہ جبکہ نچلے طبقات اور غلام ادنیٰ درجہ رکھتے تھے۔ سلطنت فارس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور زیادہ تنخواہ دار ملازمین تھے۔ غلام زرعی مزدوروں کے طور پر کام کرتے تھے۔ اگرچہ فارسی معاشرہ پدرسری تھا مگر عورتوں کو خودمختاری حاصل تھی۔ وہ

زمینوں کی ملکیت رکھتی تھیں اور دیگر معاشی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتی تھیں۔

قدیم یونانی تہذیب کو دنیا کی ایک اہم اور شاندار تہذیب کے طور پر جانا جاتا ہے۔ یونان اس وقت دنیا میں ایک ملک نہیں تھا بلکہ یونانی زبان بولنے والے کئی علاقوں پر مشتمل یہ ایک خطہ تھا۔ مِنائی قوم نے روم کے علاقے میں ایک بہترین معاشرہ قائم کیا۔ اس وقت بحیرہ اسود اور اناطولیہ کے زیریں علاقوں کے رہنے والے یونان کی مرکزی سرزمین میں آباد ہوئے۔ وقت کے ساتھ ساتھ قدیم یونان کی تہذیب نے اپنے جغرافیائی حدود کو بڑھایا ہے۔

3) تاریخی شہر ٹیکسلا کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: ٹیکسلا پاکستان کے ضلع راولپنڈی میں واقع ہے۔ شہر کی کھدائی سے معلوم ہوا کہ فارسی سلطنت کے دور میں یہ ایک ترقی یافتہ شہر تھا۔ دارا اوّل کے زمانے میں گندھارا کا یہ علاقہ تجارتی راستے کا حصہ ہونے اور تجارتی سرگرمیوں کی وجہ سے مغربی علاقوں سے تعلق قائم کرنے میں کامیاب ہوا۔ تجارتی قافلوں کے گزرگاہ ہونے کی وجہ سے مختلف علاقوں سے ثقافتوں اور فنون کے اثرات اس پر واضح ہیں۔

4) برصغیر پر یونانی تہذیب کے اہم اثرات بیان کریں۔

جواب: سکندر کی فتوحات نے پوری دنیا میں یونانی زبان، ثقافت اور خیالات کو پھیلایا۔ جہلم کے بائیں کنارے سکندر نے دو شہر اسکندریہ نیکائیہ اور بوسے پھالا جسے آج کل پھالیہ کہتے ہیں آباد کیے۔ سکندر کی مہموں نے بہت سے آزاد قبائل کو اس قدر کمزور کیا کہ بعد ازاں یہ کمزوری موریا سلطنت کے قیام کی وجہ بنی۔

سوال 3: تفصیل سے جواب دیں۔

1) فنون، تعمیرات اور سائنس میں یونانیوں کی خدمات بیان کریں۔

جواب: ایتھنز ایک قدیم اور طاقتور شہری ریاست تھی۔ جس کی تاریخ کئی صدیوں پر مشتمل ہے۔ قدیم ایتھنز کو فلسفہ، فنون لطیفہ، سائنس اور علم کے حوالے سے مغربی تہذیب کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے۔ افلاطون اور ارسطو کی درسگاہیں بھی وہیں واقع تھیں۔

- ☆ انہوں نے تھیٹر کو ترقی دی۔
- ☆ انہوں نے زمین کا قطر دریافت کیا۔

2) سکندر اعظم کون تھے؟ راجہ پورس سے ان کی جنگ تفصیلاً بیان کریں۔

جواب: سکندر اعظم دنیا کا وہ عظیم حکمران تھا جس نے تاریخ کی سب سے بڑی سلطنت قائم کی۔ مقدونیہ کے سکندر سوم کو ہی سکندر اعظم کہا جاتا ہے۔ اپنی عظیم فتوحات اور سفارت کاری کے ذریعے حکومت کرنے کی وجہ سے انھیں سکندر اعظم کہتے ہیں۔ سکندر نے یونان، فارس، شام اور مصر کو فتح کرتے ہوئے اپنی سلطنت کا حصہ بنایا۔

سکندر ۳۲۷ ق م نے پنجاب میں بہت سی قوموں کو زیر کیا۔ دریائے جہلم اور چناب کے دوآبے میں راجہ پورس کی بادشاہت تھی اور اس کے پاس اس وقت کی بہادر ترین افواج تھی۔ جب راجہ پورس کو سکندر کی اطاعت کا کہا گیا تو انھوں نے سکندر کی بادشاہت ماننے سے انکار کرتے ہوئے میدان جنگ میں مقابلہ کرنے کی دعوت دی۔ راجہ پورس نے کامیابی سے سکندر کا مقابلہ کیا۔ سکندر نے جنگ کے مقابلے میں امن کو ترجیح دیتے ہوئے سلطنت راجہ پورس کے حوالے کی۔ سکندر ہندوستان کے اس راجہ کی ہمت اور بہادری سے بہت متاثر ہوئے۔

3) لوگوں کی سماجی، مذہبی اور سیاسی زندگی پر مسیحیت کے اثرات بیان کریں۔

جواب: روم نے کئی پہلوؤں سے دنیا کی کئی ثقافتوں اور تہذیبوں کو متاثر کیا۔ مسیحی مذہب کا اختیار اور اسے دنیا کا سب بڑا مذہب بنانے میں بھی ان کا کردار ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی بنیادی تعلیمات میں امن، درگزر، شفقت اور مساوات شامل ہیں۔ بحیرہ روم کے توسط سے مسیحی مذہب مصر، شمالی افریقہ، شام، ترکی اور یونان میں پھیلا۔ حقیقت یہ ہے کہ روم مسیحیت کا مرکز بنا۔

4) ایتھنز کے لوگوں کی سماجی اور سیاسی زندگی سپارٹا کے لوگوں سے کس طرح مختلف تھی؟

جواب: قدیم ایتھنز میں ایک جمہوری نظام موجود تھا مثلاً کسی جنگ میں حصہ لینا ہے یا نہیں؟ وہ انتخابات کے ذریعے اپنے فیصلے کرتے تھے۔ شہر کے پاس چھوٹی فوج موجود تھی اور جنگ کے زمانے میں سب لوگ لڑائی میں حصہ لیتے تھے۔ لاٹری نظام کے تحت سرکاری اہلکاروں کا انتخاب کیا جاتا تھا۔

سپارٹا بھی یونان میں ایک قدیم اور اہم شہری ریاست تھی۔ یونان، فارس جنگ کے دوران یونانی فوج میں سپارٹا ہی اہم طاقت تھی۔ سپارٹا میں منتخب لوگ ہی اسمبلی کا حصہ تھے۔ سپارٹا کے معاشرتی نظام میں جاگیردار، ہنرمند اور غلام بالترتیب حصہ تھے۔ سپارٹا کے لوگ فوجی خدمات انجام دیتے تھے۔ جبکہ شہر کے تمام کام غلاموں سے لیا جاتا تھا۔ سپارٹا کی خواتین پڑھی لکھی اور کھیل کود کی شوقین تھیں۔ سپارٹا کی معیشت کا دارومدار زراعت اور دوسرے علاقوں کی فتوحات پر تھا۔ سپارٹا میں شخصیت، قدرتی حسن اور تعلیم کے مقابلے میں فرض، طاقت اور نظم و ضبط کو ترجیح دی جاتی تھی۔

awazeinqilab.com

......باب 4......

......آریا، کشان اور گپتا......

......مشق......

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(1) شودر کون تھے:
الف) اونچی ذات ب) جنگجو
ج) مذہبی پیشواء د) نچلی ذات ✓

(2) آریا کہاں کے خانہ بدوش قبائل تھے:
الف) یونان ب) فارس
ج) وسطی ایشیا ✓ د) چین

(3) کشان سلطنت کا عظیم بادشاہ کون تھا:
الف) کنیشکا ✓ ب) کاڈفیسس
ج) ورونا د) کوٹلہ

(4) کنیشکا کس کے پیروکار تھے:
الف) جین مت ب) ہندومت
ج) بدھ مت ✓ د) تاؤمت

(5) موریہ سلطنت کے دارالحکومت کا نام کیا تھا:
الف) پرشاپور ب) ٹیکسلا
ج) مگدھ د) پاٹلی پترا ✓

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

1) چندر گپت کون تھے؟
جواب: موریا خاندان نے ۳۲۱ تا ۱۸۵ قبل مسیح حکومت کی۔ اسے پہلی ہندوستانی سلطنت بھی کہتے ہیں۔ اس کے بانی چندر گپت موریہ نے اپنی سلطنت کو برصغیر کے مغرب اور مرکزی حصوں میں میں زیادہ طاقتور بنایا۔ سلطنت کا دارالحکومت پاٹلی پترا میں واقع تھا جہاں موجودہ بھارت کا شہر پٹنہ ہے۔

2) گندھارا فن اور کشانیوں کے درمیان کیا مشترک ہے؟
جواب: کشانی سلطنت میں کنیشکا کو عظیم بادشاہ کے طور پر مانا جاتا ہے وہ کاجولہ کاڈفیسس اور ویما کاڈفیسس کے بعد تخت نشین ہوا۔ کشانیوں نے ہی اس پورے علاقے میں سنسکرت زبان کو فروغ دیا۔ انھوں نے مشرقی اور مغربی خیالات کو ملاتے ہوئے گندھارا طرز تعمیر کو فروغ دیا۔

3) چندر گپت موریا کے لیے ارتھ شاستر کی اہمیت بتائیں۔
جواب: قدیم ہندوستان میں سفارت کاری، معاشی پالیسیوں اور فوجی حکمت عملی کے حوالے سے سنسکرت زبان میں ایک کتاب ارتھ شاستر کے نام کی چانکیہ کوٹلیہ نے تحریر کی تھی۔ چانکیہ کوٹلیہ چندر گپت موریہ کا مشیر بھی تھا۔
ارتھ شاستر میں موجود اصولوں کی بنیاد پر چندر گپت موریہ نے انصاف اور تجارت کو فروغ دیا۔ اس نے ایک مرکزی حکومت کے ماتحت علاقائی صوبے دار، انتظامی اہلکار اور سرکاری ملازمین کے نظام کو قائم کیا۔

4) کنشکا کون تھا؟
جواب: کشانی سلطنت میں کنیشکا کو عظیم بادشاہ کے طور پر مانا جاتا ہے وہ کاجولہ کاڈفیسس اور ویما کاڈفیسس کے بعد تخت نشین ہوا۔ پرشاپور (موجودہ پشاور) کے قریب ان کے سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ وہ اپنے فوجی اور سیاسی کارناموں کی وجہ سے مشہور ہیں۔ کشانی بدھ مت کے پیروکار تھے لہذا بدھ مت کی تعلیمات کو اپنے سلطنت میں فروغ دیتے تھے۔ کشانیوں نے اپنے سلطنت کو اس قدر وسعت دی کہ وہ چین، روم اور پارتھیا کے بعد چوتھی یورپ ایشیائی سلطنت بنے۔

5) سٹوپا کیا ہوتے ہیں؟
جواب: اشوک کے دور میں برصغیر میں گوتم بدھا کے اعزاز میں ۸۴۰۰۰ سٹوپا تعمیر کیے گئے۔ اب تک موجود سٹوپاؤں میں سانچی، بھارت کا اسٹوپا اشوک دور کے بہترین سٹوپاؤں میں سے ایک ہے۔
سٹوپا گول گنبدی عمارت ہوتی ہے جس کو بدھ مذہب والے عبادت گاہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

1) آریاؤں کا معاشرتی نظام بیان کریں۔
جواب: آریاؤں نے چار ذاتوں پر مشتمل معاشرتی نظام ترتیب دیا۔ یہ چار ذاتیں درج ذیل تھیں: ا۔ برہمن (مذہبی پیشواء اور پڑھے لکھا طبقہ) ۲۔ کھشتری (جنگجو اور بادشاہ) ۳۔ ویش (تاجر، ہنرمند اور کسان) ۴۔ شودر (مزدور طبقہ)۔ دلت ان کے معاشرے میں آخری درجے پر تھے اور ذاتوں کے اس نظام سے الگ تھے۔ دلتوں سے صفائی کے کام لیے جاتے تھے۔ معاشرتی نظام کے ذاتوں میں شمولیت پیدائشی طور پر ہوتا تھا جس کی وجہ سے کوئی شخص اسے تبدیل کرنے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا تھا۔ آریاؤں کو ہندوستان میں آئے زمانہ ہو گیا مگر ان کے مذہبی خیالات کے اثرات موجودہ ہندوستان پر غالب ہیں۔

2) ایک عظیم بادشاہ کے طور پر اشوک کی کچھ خدمات بیان کریں۔
جواب: بدھ مت قبول کرنے کے بعد اشوک نے اپنی رعایا کی خوشحالی کے لیے کام کیا۔ زراعت پر براہ راست محصولات اور فراہمی انصاف ان کی حکومت کے دو اہم ستون تھے۔ انہوں نے تجارتی راستوں اور

مذہبی مقامات پر پتھر کے ستونوں پر اپنے قوانین کو کندہ کروایا۔

3) کشان اور گپتا کے درمیان فنون اور تعمیرات کی مشابہت بیان کریں۔
جواب: کشانی فن ایرانی، بدھ مت، یونانی اور ہندوستانی فنون سے متاثر تھے۔ مختلف سکوں کی دریافت سے بدھا کے مجسمے کشانیوں کے مذہبی اور فنی خیالات کو ظاہر کرتے ہیں۔ کشانی، آتش پرستی، یونانی مذاہب اور بدھ مت کی پیروی کرتے تھے۔
گپتا اشوک کے دور میں فنون اور تعمیرات نے بہت ترقی کی۔ موریہ دور کے اشوک کے لاٹ کی اب تک موجودگی اس کی بہترین مثال ہیں۔ یہ لاٹ پتھر کے ایک ہی ٹکڑے پر مشتمل ہیں اور برصغیر میں یہ تیس کے قریب دریافت ہوئے ہیں۔

4) تاریخی نکتہ نظر سے اجنتا اور الور کے غاروں کی اہمیت بیان کریں۔
جواب: ہندوستان کی فنی تاریخ میں اجنتا اور الور کے باقیات کو بدھ مت کے فنی شاہکار کا درجہ حاصل ہے۔ اجنتا اور الور کی غاروں کو پہاڑوں میں کھود کر بنایا گیا۔ یہ دونوں جگہیں یونیسکو ورلڈ ہیریٹیج میں شامل ہیں۔ الور میں چھٹی صدی عیسوی تا گیارویں صدی عیسویں تک کی ۳۴ غاریں موجود ہیں جبکہ اجنتا میں دوسری صدی قبل مسیح سے چھٹی صدی عیسوی تک کی ۲۹ غاریں موجود ہیں۔ اجنتا کی غاروں میں بدھ مت کا رنگ نمایاں ہے جبکہ الور کی غاروں کی تعمیر و تزئین میں بدھ مت، ہندومت اور جین مت کے رنگ شامل ہیں۔

5) اشوک نے اپنی سلطنت میں امن کو کس طرح فروغ دیا؟
جواب: بہت زیادہ جنگوں اور اس میں انسانوں کے قتل نے ان پر گہرا اثر ڈالا۔ اس کے بعد انہوں نے جنگوں کی بجائے مذہب کے ذریعے فتح کی پالیسی اپنالی۔ بدھ مت کے معاف کرنے، نقصان نہ پہنچانے اور اچھے اخلاقی رویوں سے متاثر ہو کر اُن کا جھکاؤ بدھ مت کی طرف ہو گیا۔

......باب 5......

......اسلامی تہذیب کا عروج......

......مشق......

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

1) میثاق مدینہ مسلمانوں اور کس کے درمیان ہوا:
الف) عیسائیوں ب) مشرکین
ج) بدووں د) یہودیوں ✓

2) کس خلیفہ راشد کی خلافت کا دورانیہ زیادہ تھا:
الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ✓
د) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

3) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غنی کیوں کہتے ہیں:
الف) سچا ب) ایمان دار
ج) سخی ✓ د) نرمی

4) کس خلیفہ راشد کو خلیفۃ الرسول کہتے ہیں:
الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ✓
ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
د) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

5) کس خلیفہ راشد کے دور میں اسلامی ریاست کو زیادہ وسعت حاصل ہوئی؟
الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ✓
ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
د) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(1) اسلام کی آمد کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس کی کچھ مثالیں دیں۔
جواب: اسلام کی آمد کے ساتھ ہی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اور ان کے ساتھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو درج ذیل مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔
(1) انہوں نے جسمانی تشدد برداشت کیا۔
(2) ان کا معاشرتی اور معاشی قطع تعلق کیا گیا۔

(2) ساتویں صدی عیسوی میں عرب میں کونسا انقلاب آیا؟
جواب: رسول اللہ ﷺ کی کوششوں سے، تمام عرب میں جاہلیت کا اندھیرا ایمان کی روشنی میں بدل گیا۔ اسلام سے پہلے عرب معاشرہ شراب نوشی، جوا اور معصوم لوگوں کی قتل و غارت کے لیے مشہور تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے وحی کی راہنمائی اور بے مثال کردار سے تمام نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ تمام عرب سیاسی، مذہبی اور معاشرتی لحاظ سے بدل دیا گیا۔

(3) مدینہ میں آنحضرت ﷺ نے غربت پر کس طرح قابو پایا؟
جواب: رسول اللہ ﷺ کے سامنے پہلی مشکل مسلمانوں کی غربت تھی۔ مہاجر (ہجرت کرنے والے) اپنا سب کچھ مکہ میں چھوڑ کر بہت ہی غریب ہو چکے تھے۔ مدینہ میں ان بے گھر مہاجرین کو دوبارہ آباد کرنے اور شہر کی معاشی اور معاشرتی زندگی میں ان کو شامل کرنے

awazeinqilab.com

کے لیے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو انصار کا "بھائی" بنا دیا جسے مواخات کہا جاتا ہے۔ انصار نے مکہ کے مہاجرین کے ساتھ اپنے حقیقی بھائیوں جیسا سلوک کیا۔ انہوں نے ان کو اپنے گھروں میں بسا کر اپنی زراعت اور کاروبار میں شریک بنایا۔

(4) رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے کس طرح اسلام کے اصل روح کو زندہ رکھا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد خلفاء راشدین نے اسلام پھیلانے کے فرائض ادا کرنا شروع کیے۔ پہلے چار خلفائے راشدین کے دور (۶۳۲-۶۶۱ عیسوی) میں اسلام تیزی سے پھیلا۔ اسلام نے ذات، رنگ اور قومیت کی بنیاد پر تفریق ختم کر دی۔ اس لیے مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے لوگوں نے اس کو قبول کرنا شروع کیا۔ اسی برابری اور انصاف کی منفرد خصوصیت نے اسلام کے پیغام کو پھیلانے میں مدد دی۔

(5) خلفائے راشدین کے دور حکومت کو بالحاظ وقت ترتیب دیں۔

حضرت محمد ﷺ کا دور — حضرت ابوبکرؓ کا دور — حضرت عمرؓ کا دورہ

571ء — 632ء — 634ء — 644ء

حضرت عثمانؓ کا دور — حضرت علیؓ کا دور

656ء — 661ء

جواب:

سوال 3: تفصیل سے جواب دیں۔

(1) آنحضرت ﷺ تمام انسانیت میں عظیم ہیں۔ جواب میں دلائل پیش کریں۔

جواب: زندگی کے شروع سے ہی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی صداقت اور امانت داری کا شہرت حاصل کیا۔ مکہ مکرمہ کے لوگ اپنی نقدی، زیورات اور دوسری قیمتی اشیاء حفاظت کے لیے رکھواتے اور جب ان کو ضرورت ہوتی وہ واپس لے جاتے۔ وہ ان کو صادق (سچا) اور امین (امانت دار) کے القاب سے بلاتے تھے۔

(2) میثاق مدینہ کی اہمیت کا جائزہ لیں۔

جواب: میثاق مدینہ میں کل ۶۳ نکات ہیں۔ یہ تاریخ کے پہلے تحریری آئین کے طور پر جانا جاتا ہے۔ میثاق مدینہ پُرامن طریقے سے مسائل کے حل ڈھونڈنے کی ایک بہترین مثال ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ معاشرتی امن، اجتماعیت اور بھائی چارہ، طاقت کے بل بوتے پر نہیں بلکہ مفاہمت اور بھائے باہمی کے ذریعے سے ممکن ہے۔

(3) ایک خوشحال پاکستان کے لیے ریاست مدینہ کو کس طرح مثال بنا سکتے ہیں؟

جواب: وہ اسباق جو ہم ریاست مدینہ سے حاصل کر کے اپنے ملک کو خوشحال بنا سکتے ہیں۔ درج ذیل ہیں۔

(1) دل میں اللہ کا خوف پیدا کرنا
(2) انصاف اور مساوات کی حکمرانی
(3) عوام کی فلاح و بہبود
(4) مخلص ریاستی انتظامیہ
(5) ذمہ دار حکومتی افراد

......جغرافیہ......

......یونٹ 1......

......زمین کی ساخت اور چٹانوں کی اقسام......

......مشق......

سوال 1: صحیح جواب کا انتخاب کریں:

(1) ٹھوس اندرونی قلب لوہے اور.......... پر مشتمل ہوتا ہے۔
الف) تانبا   ب) سٹیل
ج) کرومائٹ   د) نکل ✓

(2) حرکاتی پلیٹیں.......... پر تیر رہی ہیں۔
الف) کرہ حیات   ب) کرہ آب
ج) کرہ حجری   د) ایستھینوسفیئر ✓

(3) طبقات / تہہ بنانا.......... چٹانوں کی خصوصیت ہے۔
الف) آتشی   ب) متغیرہ
ج) تہہ دار ✓   د) داخلی

(4) قشر ارض اور ٹھوس اوپری مینٹل ملا کر بناتے ہیں۔
الف) براعظموں   ب) حرکاتی پلیٹس
ج) کرہ حجری ✓   د) ایستھینوسفیئر

(5) حرکاتی پلیٹ کا نظریہ.......... میں پیش کیا گیا۔
الف) 1957ء   ب) 1967ء ✓
ج) 1977ء   د) 1987ء

(6) پاکستان کے شمالی علاقے اور آزاد کشمیر.......... کے کنارے پر واقع ہیں:
الف) انڈین پلیٹ ✓   ب) پیسفک پلیٹس
ج) افریقی پلیٹیں   د) یوریشین پلیٹس

(7) سنگ مرمر ایک.......... ایک چٹان ہے۔
الف) تہہ دار   ب) متغیرہ ✓
ج) آتشی   د) داخلی

(8) زمین کی سب سے پتلی تہہ.......... ہے۔
الف) قشر ✓   ب) مینٹل
ج) قلب   د) ایستھینوسفیئر

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں:

(1) زمین کی اندرونی ساخت بنائیں اور لیبل کریں۔

جواب:

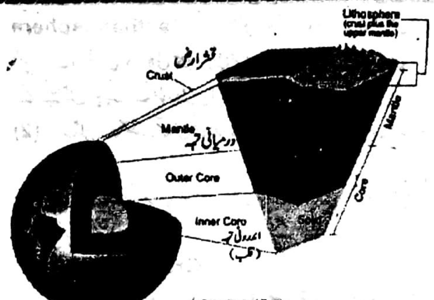

Structure of Earth

(2) چٹانوں کے استعمال کے لیے ذہنی کا نقشہ بنائیں۔

جواب:

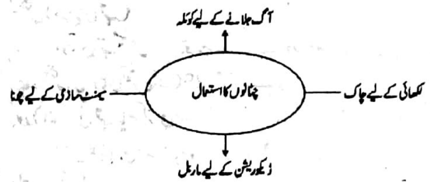

(3) آپ کے خیال میں پاکستان میں زلزلے کیوں آتے ہیں؟

جواب: ہند۔آسٹریلیا اور یوریشیا پلیٹس مسلسل ایک دوسرے کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں۔

(4) چٹانوں اور معدنیات کی وضاحت کریں۔

جواب: چٹانیں معدنیات سے بنتی ہیں۔ معدنیات عناصر سے بنتی ہیں۔

(5) جغرافیہ دان GIS کیوں استعمال کرتے ہیں؟

جواب: GIS جدید تکنیک ہے جو جغرافیہ دانوں کو زمین کی سطح پر محل وقوع کے ساتھ شناخت شدہ معلومات کو حاصل کرنے، ذخیرہ کرنے، جانچنے اور ظاہر کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

سوال 3: درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

(1) حرکاتی ٹیکٹونک کے نظریہ کی تفصیل سے وضاحت کریں۔

جواب: حرکاتی پلیٹس کا نظریہ (Plate Tectonic Theory) 1967 میں میکنزے (Meckenze) اور پارکر (Parker) نے پیش کی تھی۔ زمین کی سب سے بیرونی تہہ کرہ حجری بڑے بلاکس میں تقسیم ہے۔ ان بلاکس کو حجری پلیٹس کہا جاتا ہے اور عام طور پر حرکاتی پلیٹس کے نام سے جانا جاتا ہے۔ لفظ "Tectonic" کا مطلب حرکت ہے۔ لہٰذا ٹیکٹونک پلیٹ کا مطلب ہے حجری پلیٹوں کی حرکت۔ یہ پلیٹیں ایستھینو سفیئر (Asthenosphere) کی تہہ پر تیر رہی ہیں۔

asthenosphere میں گرم پگھلی ہوئی چٹانوں کے مسلسل حرکت (پلاسٹک کی طرح) حرکاتی پلیٹوں کی حرکت کا اصل محرک ہے۔ ان حرکتوں کے نتیجے میں، پلیٹ کے کناروں پر اہم زمینی خدوخال بنتے ہیں۔

(2) زمین کے مختلف تہوں کی درجہ بندی کریں اور ایک مکمل شدہ خاکہ بنائیں۔

جواب: زمین کو کیمیائی مرکبات اور ساخت کی بنیاد پر تین اہم ارضیاتی تہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

قشر ارض (اوپری) (Crust):

کرسٹ زمین کی سب سے بیرونی ٹھوس تہہ ہے، عام طور پر تقریباً 8-40 کلومیٹر موٹی ہوتی ہے۔ قشر کے اہم اجزاء سیلیکا (Si) اور ایلومینیم (Al) ہیں۔

مینٹل (درمیانی تہہ):

دوسری تہہ مینٹل ہے جو بہت گرم ہے اور کثیف چٹانوں پر مشتمل ہے۔ مینٹل کی موٹائی تقریباً 2900 کلومیٹر ہے۔

کور (اندرونی تہہ یا مرکزی حصہ):

زمین کا بنیادی حصہ زیادہ تر لوہے اور نکل سے بنا ہے۔

مائع بیرونی قلب:

یہ تہہ مائع شکل میں نکل اور لوہے پر مشتمل ہے۔ اس تہہ کی موٹائی تقریباً 2250 کلومیٹر ہے۔

اندرونی ٹھوس قلب:

یہ تہہ بھی ٹھوس حالت میں لوہے اور نکل پر مشتمل ہے۔ ٹھوس اندرونی قلب کا رداس 1220 کلومیٹر ہے۔

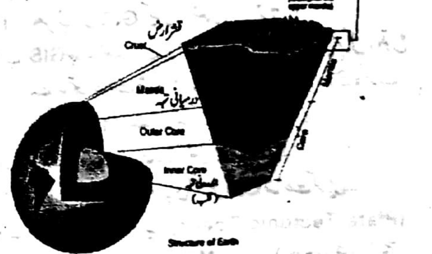

(3) چٹانیں خطے کی معیشت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وجوہات بتائیں۔

جواب: چٹانیں ہماری روزمرہ کی زندگی میں بہت مفید ہیں۔ وہ ملک کی معیشت کے لیے انتہائی قیمتی اور اہم ہیں۔ انسانوں کی بنائی ہوئی ہر چیز پتھروں اور معدنیات سے شروع ہوتی ہے مثلاً نمک، ٹوتھ پیسٹ، ادویات، برتن وغیرہ۔ صنعتیں ملک کی معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور ٹیکسوں اور برآمدات کے ذریعے حکومت کے لیے محصولات پیدا کرتی ہیں۔ زیادہ تر صنعتوں کا انحصار توانائی کے معدنیات اور تعمیراتی مواد پر ہے جو چٹانوں سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

......یونٹ 2......

......پہاڑ، سطح مرتفع اور وادیاں......

......مشق......

سوال 1: صحیح جواب کا انتخاب کریں:

(1) سطح زمین پر قدرتی خدوخال کو..........کہا جاتا ہے۔
الف) دریا ب) گلیشیئرز
ج) زمینی اشکال ✓ د) بستیاں

(2) سطح مرتفع کو کبھی کبھی..........کہا جاتا ہے۔
الف) میز نما ✓ ب) پہاڑیاں
ج) پہاڑ د) وادی

(3) ہمالیہ کا پہاڑی سلسلہ..........پہاڑ کی ایک مثال ہے:
الف) تہہ دار ✓ ب) بلاک
ج) آتش فشاں د) بقایا

(4) فعال آتش فشاں عام طور پر..........سمندر کے اردگرد پائے جاتے ہیں۔
الف) بحر اوقیانوس ب) بحر الکاہل ✓
ج) بحر ہند د) بحر منجمد شمالی

(5) ایک 6 اعداد و گرڈ حوالہ..........پر مشتمل ہے جو ہمیں کسی جگہ کا درست مقام فراہم کرتا ہے۔
الف) 2 نمبر ب) نمبر
ج) 6 نمبر ✓ د) 8 نمبر

(6) V نما وادیاں..........کے عمل سے بنتی ہیں۔
الف) دریا ✓ ب) گلیشیئرز
ج) ہواؤں د) سمندر کی لہریں

(7) U نما وادیاں..........کے عمل سے بنتی ہیں۔
الف) ہواؤں ب) سمندری لہروں
ج) دریا د) گلیشیئر ✓

(8) گریٹ رفٹ ویلی..........میں واقع ہے۔
الف) مشرقی افریقہ ✓ ب) یورپ
ج) آسٹریلیا د) شمالی امریکہ

(9) مٹی کے آتش فشاں..........کے کچھ علاقوں میں واقع ہیں۔
الف) پنجاب ب) سندھ

ج) بلوچستان ✓ د) خیبر پختونخواہ

(10) تبت سطح مرتفع..........سطح مرتفع کی ایک مثال ہے:
الف) بین الکوہی ✓ ب) دامن کوہ
ج) آتش فشاں د) پوٹھوہار

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(1) تہہ دار پہاڑ کیا ہے؟

جواب: وہ پہاڑ جو حرکاتی پلیٹوں کے ٹکرانے میں خم پیدا ہونے سے بنتے ہیں۔ انہیں تہہ دار پہاڑ کہتے ہیں۔ قراقرم، ہمالیہ، الپس، راکی پہاڑ اور اینڈیز فولڈ پہاڑوں کے سلسلے ہیں۔

(2) پہاڑوں کی اہمیت کی وضاحت کریں۔

جواب: (i) پہاڑ قدرتی طور پر ملکوں مثلاً چین اور پاکستان کے درمیان طبعی اور ثقافتی تقسیم ہیں۔

(ii) بہت سے اہم دریا جیسے دریائے جہلم اور دریائے سندھ شمالی پہاڑوں سے بہتے ہیں۔

(iii) یہ پہاڑ قیمتی معدنیات، لکڑی اور پھلوں کے ذرائع ہیں۔ جو کئی صنعتوں جیسے فرنیچر، چپ بورڈ اور کیمیائی صنعتوں کو خام مال فراہم کرتے ہیں۔

(iv) پہاڑی چوٹیاں پاکستان کو وسطی ایشیا سے آنے والی سرد ہواؤں سے تحفظ فراہم کرتی ہیں۔

(v) پہاڑی علاقوں کی قدرتی خوبصورتی سیاحتی مقامات کو فروغ دیتی ہے جو گرمیوں میں مقامی لوگوں کی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔

(3) آتش فشاں پہاڑ سے کیا مراد ہے؟

جواب: آتش فشاں پہاڑ مخروطی شکل کے پہاڑ ہیں جو آتش فشاں کے سوراخوں کے گرد لاوا کے جمع ہونے سے بنائے جاتے ہیں۔ پلیٹ کے اندرونی حصوں میں واقع آتش فشاں اور پلیٹ کی باؤنڈریوں کی قریب واقع ہوٹ اسپاٹ آتش فشاں کہلاتے ہیں۔

(4) پاکستان کے پہاڑی سلسلوں کے نام لکھیں۔

جواب: قراقرم، ہمالیہ اور کوہ ہندوکش پاکستان کے شمالی پہاڑ کہلاتے ہیں۔ یہ سفید کوہ، وزیرستان کی پہاڑیاں، کوہ سلیمان اور کیرتھر کا سلسلہ پاکستان کے مغربی پہاڑوں میں شامل ہیں۔

(5) پہاڑوں اور سطح مرتفع کی دو خصوصیات کا موازنہ کریں۔

جواب: پہاڑ: سطح سمندر سے کم از کم 600 میٹر بلندی پر ہو۔ اس کی سطح کا کم از کم 50% حصہ کھڑی ڈھلوانوں پر مشتمل ہو۔

سطح مرتفع پہاڑ: سطح سمندر سے کم از کم 300 میٹر بلندی پر ہو۔ سطح مرتفع میز نما زمینی اشکال ہیں۔ سطح مرتفع کے اونچے حصے کم و بیش ایک ہی جیسی اونچائی والے ہوتے ہیں۔

سوال 3: درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

(1) سطح مرتفع کی تین اقسام کے نام بتائیں اور بتائیں کہ وہ کیسے بنتی ہیں۔ ہر ایک کی ایک مثال دیں۔

جواب: یہ میز نما زمینی خدوخال ہیں۔ جو سطح سمندر سے کم از کم 30 میٹر بلند ہوتی ہیں۔ سطح مرتفع کے اونچے حصے کم و بیش ایک ہی اونچائی والے ہوتے ہیں۔ ایک سطح مرتفع کو بعض اوقات ٹیبل لینڈ کہا جاتا ہے۔ سطح مرتفع کی مختلف اقسام ہیں۔

(1) بین الکوہی (Inetermentane) سطح مرتفع:

سطح مرتفع جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اسے بین الکوہی سطح مرتفع کہا جاتا ہے جیسے کی تبت اور بولیوین سطح مرتفع وغیرہ۔

(ii) دامن کوہی سطح مرتفع (Piedmont Plateau):

سطح مرتفع جو ایک طرف پہاڑوں سے گھرے ہوئے ہیں اور دوسری طرف میدان یا سمندر واقع ہیں ان کو دامن کوہی سطح مرتفع کہا جاتا ہے جیسے کہ پٹاگونیا کی سطح مرتفع اور پوٹھوار کی سطح مرتفع وغیرہ۔

(iii) آتش فشانی سطح مرتفع:

جب آتش فشاں پگھلے ہوئے لاوے کی یکے بعد دیگرے چادریں وسیع علاقوں پر پھیلاتا ہے تو آتش فشاں سطح مرتفع بنتے ہیں۔ ہندوستان کی سطح مرتفع دکن آتش فشانی سطح مرتفع کی ایک مثال ہے۔

(2) وادیوں کے مختلف اقسام کیا ہیں؟ ان میں سے کسی دو کی وضاحت کریں۔

جواب: اینٹی لائنز سے پہاڑ بنتے ہیں۔ جبکہ سنک لائنز سے وادیاں وجود میں آتی ہیں۔ محراب نما بالائی تہیں خم دار تہہ پہاڑ بن جاتے ہیں اور نیچے کی تہوں سے وادی بن جاتی ہے۔ یہ وادیاں دریاؤں یا گلیشیئرز کے عمل کی وجہ سے V یا U نما شکل بناتی ہیں۔

(i) دریائی وادیاں:

وی شکل کی وادیاں دریاؤں سے وابستہ ہیں۔ یہ گہرے، تنگ اور لمبے گڑھے نما ہوتے ہیں جو دو ڈھلوانوں کے درمیان واقع ہوتے ہیں۔ یہ دریاؤں یا ندیوں کے کٹاؤ کے عمل سے بنتے ہیں۔ جیسے سوات، کاغان، چترال، نیلم اور جہلم کی وادیاں۔

پہاڑی علاقوں کے وادیاں مقامی اور بین الاقوامی منڈیوں کے لیے پھل، شہد اور دوائی بنانے والی جڑی بوٹیاں مہیا کرتی ہیں۔

قدرتی حسن کے ساتھ سرسبز و شاداب وادیاں سیاحوں کی سرگرمیوں کو فروغ دیتی ہیں۔

(ii) گلیشیائی وادیاں:

برفانی ماحول میں واقع وادیاں U کی شکل کی بنتی ہیں۔ U نما وادیوں

awazeinqilab.com

کے کنارے سیدھی ڈھلوان والے اور فرش چپٹے ہوتے ہیں، یہ برفانی کٹاؤ کا نتیجہ ہے۔ پاکستان کے قراقرم، ہمالیہ اور ہندوکش کے سلسلے میں گلیشیرز کی بنائی ہوئی بہت سی برفانی وادیاں ہیں۔ قراقرم میں بلتورو، بتورا اور ہسپر گلیشیئر، ہمالیہ میں روپل گلیشیر اور ہندوکش میں تیرچ میر گلیشیر پاکستان کے مشہور گلیشیئر ہیں۔

(3) انسانوں پر طبعی ماحول کے کیا اثرات ہوتے ہیں؟

جواب: طبعی ماحول وسائل مہیا کرتا ہے اور انسان ان وسائل کو بروئے کار لا کر اپنی معاشی اور ثقافتی ترقی کو یقینی بناتا ہے۔

☆ پہاڑ چراگاہیں، جنگلات، سیاحتی مقامات فراہم کرتے ہیں اور دریاؤں کے ذرائع ہیں جو نشیبی علاقوں کو پانی فراہم کرتے ہیں۔
☆ میدانی علاقوں کو زراعت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔
☆ سطح مرتفع جنگلات اور معدنیات فراہم کرتے ہیں۔
☆ آب و ہوا ہمارے گھر کی بناوٹ، لباس اور کھانے کی عادات کو متاثر کرتی ہے۔
☆ آب و ہوا کا پودوں، فصلوں کے نظام، مویشیوں کی کاشتکاری اور کچھ صنعتوں وغیرہ پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

......یونٹ 3......

......دنیا میں آب و ہوا کے خطے......

......مشق......

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(1) آب و ہوا کا خطہ کو............خطہ بھی کہا جاتا ہے۔
الف) قدرتی ✓ ب) مصنوعی
ج) ثقافتی د) سماجی

(2) حاری برساتی جنگل خط استوا کے ....شمال اور جنوب کے درمیان واقع ہے۔
الف) 5^0-10^0 ✓ ب) 10^0-20^0
ج) 20^0-30^0 د) 70^0-80^0

(3) خط استوا............ ہے جو قطب شمالی اور جنوبی قطبوں کے درمیان واقع ہے۔
الف) 0^0 ✓ ب) 90^0
ج) $23\frac{1}{2}^\circ$ د) $66\frac{1}{2}^\circ$

(4) سطح سمندر سے بلندی درجہ حرارت............کا سبب بنتی ہے۔
الف) اضافہ ب) کمی ✓
ج) تفاوت د) سماجی

(5) براعظمی علاقوں میں درجہ حرارت کی حدیں............ہوتی ہیں۔
الف) زیادہ ب) کم
ج) عام ✓ د) بہت کم

(6) زمین کی سطح پر............موسمی زونز ہیں۔
الف) 2 ب) 3 ✓
ج) 4 د) 5

(7) ....ہفتوں مسلسل اندھیروں میں رہتے ہیں۔
الف) بحیرہ روم ب) مون سون
ج) سٹیپس د) ٹنڈرا ✓

(8) دنیا کے بڑے گرم صحرا براعظموں کے ....علاقوں میں واقع ہیں۔
الف) مغربی ب) مشرقی
ج) شمالی د) جنوبی ✓

(9) بحیرہ روم کی آب و ہوا میں گرمی کا موسم............خشک ہوتا ہے۔
الف) مختصر ✓ ب) طویل
ج) بہت مختصر د) بہت طویل

(10) حاری منطقہ آب و ہوا کی............طویل اقسام ہیں۔
الف) 4 ب) 3 ✓
ج) 6 د) 8

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(1) آب و ہوا خطہ کیا ہے؟ دنیا کے مختلف آب و ہوا کے خطوں کے نام بتائیں۔

جواب: آب و ہوا ایک جغرافیائی علاقہ ہے جس میں فضائی درجہ حرارت، ہوا کے دباؤ، ہواؤں اور بارش کی ایک جیسی خصوصیات ہوتی ہیں۔ اس میں مخصوص محل وقوع، نباتات اور لوگوں کی معاشی سرگرمیاں ہوتی ہیں۔ اسے قدرتی خطہ بھی کہا جاتا ہے۔

آب و ہوا کے خطوں کے نام:
(i) منطقہ حارہ گرم ہے۔
(ii) درمیانی عرض بلد معتدلہ ہے۔
(iii) قطبی سرد ہے۔

(2) گرم صحراؤں کا محل وقوع اور نباتات کے بارے میں بتائیں۔

جواب: دنیا کے بڑے گرم صحرا خط استوا کے 5^0 اور 30^0 کے شمال اور جنوب کے درمیان واقع ہیں۔ ان میں صحرائے صحارا (شمالی افریقہ)، عظیم آسٹریلوی صحرا (آسٹریلیا)، صحرائے عرب (سعودی عرب)، دشت لوط (ایران)، صحرائے تھر۔

گرم صحراؤں کی نباتات: گرم صحراؤں کے پودوں میں کیکٹی، کانٹے دار جھاڑیاں اور ببول شامل ہیں۔ یہ پودے پانی کو اپنے اندر زیادہ دیر تک روک سکتے ہیں۔ کھجوریں ان علاقوں میں ہوتی ہیں جہاں زمینی پانی وافر مقدار میں موجود ہوتا ہے۔

(3) میدانوں کی آب و ہوا پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: معتدل خطے میں گھاس کے میدانوں کے کئی وسیع علاقے ہیں جنہیں سٹیپس کہا جاتا ہے۔ سٹیپس آب و ہوا براعظمی ہے کیونکہ گرمیاں گرم اور سردیاں سرد ہوتی ہیں۔ ان گھاس کی میدانوں میں بارش ہلکی ہوتی ہے اور سالانہ بارش عام طور پر 375 ملی میٹر اور 625 ملی میٹر کے درمیان ہوتی ہے۔

(4) ٹنڈرا کے علاقے کی آب و ہوا کی خصوصیات کیا ہیں؟

جواب: ٹنڈرا ہفتوں تک مسلسل اندھیرے میں رہتا ہے۔ اوسط سالانہ درجہ حرارت 12^0C ہے۔ گرمیاں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ سردیاں بہت سرد ہوتی ہیں کیونکہ اس خطے میں درجہ حرارت 40^0C تک گر جاتا ہے۔

(5) بحیرہ روم کی آب و ہوا کے پودوں کی اقسام کی فہرست بنائیں؟

جواب: بحیرہ روم کی آب و ہوا کی نباتات: مختلف قسم کے مخروطی درخت جیسے چیڑ، دیودار اور صنوبر بحیرہ روم کی آب و ہوا میں پائے جاتے ہیں۔ یہ درخت لمبے اور سدا بہار ہیں ان کے پتے سوئی کی شکل کے ہوتے ہیں اور ان کے تنے سیدھے ہوتے ہیں۔

سوال 3: درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

(1) حاری بارش جنگل کی آب و ہوا اور پودوں کی وضاحت کریں۔

جواب: حاری بارشی جنگل کے علاقے کی آب و ہوا گرم اور مرطوب ہے۔ یہاں سال بھر میں 24^0C سے 32^0C کے اعلیٰ درجہ حرارت کی حد کی وجہ سے ہے۔ دن اور رات کا دورانیہ تقریباً برابر ہے۔ یعنی 12 گھنٹے دن اور 12 گھنٹے رات۔ اس آب و ہوا والے علاقے میں وافر بارش ہوتی ہے کیونکہ بارش سال بھر تقریباً روزانہ ہوتی ہے۔ بارش 1500 سے 2500 ملی میٹر تک ہوتی ہے۔ گرج چمک کے ساتھ بارش ہوتی ہے۔

آب و ہوا کے خطوں، جنگلات، حاری برساتی لمبے درختوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جن کے شاخیں اوپر سے مل کر چھتری بناتی ہیں۔ چھتری جنگل کی نچلی تہوں کو شدید دھوپ، خشک ہواؤں اور شدید بارشوں سے بچانے اور نیچے جنگل کی نمی کو برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہے۔

(2) ان عوامل کی وضاحت کریں جو کسی علاقے کی آب و ہوا کو متاثر کرتے ہیں۔

جواب: خطے کی آب و ہوا کو متاثر کرنے والے عوامل:

(i) عرض بلد: کسی جگہ کا عرض بلد خط استوا سے اس کے فاصلے کو ظاہر کرتا ہے۔ خط استوا صفر درجہ عرض بلد ہے اور یہ دنیا کے وسط میں واقع ہے۔ خط استوا کی قریب والے عرض بلد زیادہ مقدار میں شمسی توانائی حاصل کرتے ہیں جبکہ اس سے دور والے کم مقدار میں حاصل کرتے ہیں۔

(ii) سمندری اثرات: سمندری اثرات ساحلی علاقوں کو گرمیوں میں ٹھنڈا اور سردیوں میں گرم رکھتے ہیں۔ اس لیے ساحلی علاقے گرمیوں اور سردیوں میں معتدل رہتے ہیں۔

(iii) سمندر سے فاصلہ: وہ علاقے جو سمندر سے دور ہیں وہ سمندری اثرات سے متاثر نہیں ہوتے ہیں، موسمی طور پر وہ بہت زیادہ سرد یا بہت زیادہ گرم ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں درجہ حرارت میں تفاوت حد زیادہ ہوتی ہے۔

(iv) سمندری روئیں اور ہوائیں: سمندری روئیں سمندروں میں پانی کی حرکت کے راستے ہیں سمندری روئیں دو قسم کے ہوتے ہیں۔ گرم روئیں اور سرد روئیں۔

(v) ڈھلوان کے پہلو: امدادی خصوصیت کی ڈھلوان کی سمت کسی جگہ کی آب و ہوا کو بھی متاثر کرتی ہے جیسے کہ سورج کی طرف ڈھلوانوں کا درجہ حرارت ان ڈھلوانوں سے زیادہ ہوتا ہے جو سائے میں گر رہی ہوتی ہیں۔

(vi) اونچائی: سطح سمندر سے بلندی ہر 1000 میٹر کے لیے 6.5^0C کی شرح سے ہوا کا درجہ حرارت کم کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ سطح سمندر سے اونچائی والے علاقے ٹھنڈے جبکہ سطح سمندر پر واقع علاقے گرم ہوتے ہیں۔

(3) پاکستان کے اہم آب و ہوا والے خطوں کی نشاندہی کریں اور کسی ایک کی تفصیل سے وضاحت کریں۔

جواب: پاکستان کے آب و ہوا کے علاقے:

پاکستان ایک نیم حاری علاقے میں واقع ہے۔ اس کے سطح پر مختلف قسم کی امدادی خصوصیات سے ڈھکی ہوئی ہے جیسے میدانی، سطح مرتفع اور پہاڑ۔ اس کے جنوب میں ایک لمبی ساحلی پٹی ہے۔ یہ تمام عوامل پاکستان کی آب و ہوا پر اثر انداز ہوتے ہیں اور نتیجتاً یہاں چار قسم کے آب و ہوا کے خطے پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

(i) حاری ساحلی خطہ (Tropical Coastal Region):

یہ خطہ جنوبی ساحلی پٹی پر مشتمل ہے جس میں دریائے سندھ، کراچی اور مکران کا پورا ساحل شامل ہے۔

☆ یہاں پر سال بھر سمندری ہوائیں چلتی ہیں۔ سمندر کے اثر کی وجہ سے درجہ حرارت کی روزانہ کی حد کم ہے۔
☆ زمین اور پانی کی غیر مساوی حرارت اور ٹھنڈک کی وجہ سے درجہ حرارت معتدل ہے۔
☆ مینگروز قدرتی پودوں کی اہم قسم ہیں۔
☆ کراچی شہر اور دریائے سندھ کے زرعی زمین کے علاوہ بہت سے لوگ ماہی گیری سے وابستہ ہیں۔

......یونٹ 4......

......دنیا کے جنگلات......

......مشق......

سوال 1: صحیح جواب کا انتخاب کریں:

(1) ایمیزون جنگل کی قسم ہیں:
الف) نیم حاری جھاڑی دار جنگل
ب) حاری کانٹے دار کا جنگل
ج) حاری برساتی جنگل ✓
د) مخروطی جنگل

(2) حاری برساتی جنگل اگتے ہیں:
الف) 5 تہوں　ب) 4 تہوں ✓
ج) 3 تہوں　د) 2 تہوں

(3) پاکستان کے جنگلات.........رقبے پر محیط ہیں:
الف) 6.5%　ب) 7.5%
ج) 4.5% ✓　د) 3.6%

(4) زراعت ایک انسانی سرگرمی ہے جو اُگاتی ہے:
الف) درخت　ب) فصلیں ✓
ج) پھول　د) گھاس

(5) سال بھر زیادہ درجہ حرارت ار زیادہ بارشوں کی وجہ سے کون سے جنگلات اگتے ہیں؟
الف) برساتی جنگل ✓　ب) مخروطی
ج) لکڑی کی زمینیں　د) مینگرووز

(6) صحرائی نباتات زیادہ تر ان علاقوں میں پائی جاتی ہیں:
الف) کم بارش ✓　ب) موسلا دھار بارش
ج) معتدل درجہ حرارت　د) کم درجہ حرارت

(7) پاکستان کے علاقوں میں مخروطی درخت اگتے ہیں:
الف) گلگت بلتستان ✓　ب) سندھ کا ساحل
ج) بلوچستان کا ساحل　د) پنجاب کے میدانی علاقے

(8) مینگرووز اہم ذریعہ ہیں:
الف) پولٹری　ب) مچھلی ✓
ج) کوئلہ　د) پٹرولیم

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں:

(1) جنگلات کے دو ماحول دوست بیان کریں۔
جواب: سنکونا کے درخت ملیریا سے لڑنے کے لیے ایک دوا، کونین کے لیے خام مال فراہم کرتے ہیں۔ بہت سی کھانے کی اشیاء، ونیلا، چاکلیٹ، گری دار میوے اور کافی کا ذریعہ ہے۔
☆ درختوں کا گودا کاغذ بنانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
☆ برساتی جنگل قدرتی ربڑ کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔

(2) مینگروو جنگلات کی کیا اہمیت ہے؟
جواب: ان جنگلات کو تیرتے جنگلات کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ وہ ساحل کے ساتھ دلدل پر اگتے ہیں۔ یہ ساحل کو تیز لہروں اور سمندری طوفان سے بچاتے ہیں۔ یہ کشتی بنانے اور ماہی گیری کے اوزار کے لیے لکڑی کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ وہ اونٹوں اور مویشیوں کو صحت مند چارہ فراہم کرتے ہیں۔ وہ چھوٹی مچھلیوں مثلاً جھینگے کی افزائش گاہ ہیں۔

(3) جنگلات کے تجارتی استعمال کیا ہیں؟
جواب: ☆ تعمیرات، فرنیچر ار ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے لیے لکڑی۔
☆ درخت لکڑی کے ہل اور زرعی آلات کے لیے خام مال مہیا کرتے ہیں۔
☆ بہت سے درخت پھل، گری دار میوے، سبزیاں، پھول اور شہد فراہم کرتے ہے۔
☆ پاکستانی آم، نارنگی، کیلے اور کھجور کی بین الاقوامی مارکیٹ میں ذائقے اور معیار کی وجہ سے بہت زیادہ مانگ ہے۔
☆ کھیلوں کے سامان، چپ بورڈ، ہارڈ بورڈ اور ماچس کے لیے خام مال فراہم کرتا ہیں۔
☆ دواؤں کے مقاصد کے لیے استعمال ہونے والا خام مال، گندہ، بیروزہ اور گوند فراہم کرتے ہیں۔

(4) جنگلات کی کٹائی کے تین اثرات لکھیں۔
جواب: جنگلات کی کٹائی ایک لعنت ہے۔ اس کے نتیجے میں کم بارشیں، فضائی آلودگی، گلوبل وارمنگ، سیلاب، آبی آلودگی، زمینی کٹاؤ اور رہائش گاہ کو نقصان ہوتا ہے۔

(5) پاکستان کے لیے نہری جنگلات کیوں اہم ہیں؟
جواب: سیراب شدہ جنگل زیادہ تر سڑک کے کنارے سایہ فراہم کرنے اور مٹی کے کٹاؤ کو روکنے کے لیے اگائے جاتے ہیں۔ ان کو نہروں کے کنارے لگایا جاتا ہے تا کہ پانی کی کمی اور نمکیات کو چیک کیا جا سکے اور انہیں کلسٹر کے طور پر بھی اگایا جاتا ہے: پنجاب میں لاہور کے قریب چھانگا مانگا سیراب شدہ جنگل کی ایک اچھی مثال ہے۔ اس قسم کے پارکس ماحولیات کی بہتری میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

سوال 3: درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

(1) قدرتی پودوں اور زراعت کے درمیان فرق کریں۔
جواب: قدرتی نباتات سے مراد وہ پودے، درخت اور جھاڑیاں ہیں جو

انسانی سرگرمیوں کے بغیر اگتے ہیں۔ یہ جنگل کے مسلسل علاقے پر مشتمل ہیں۔ کسی علاقے میں اگنے والے پودوں کی قسمیں وہاں طبعی خدوخال بارش کی مقدار اور درجہ حرارت سے براہ راست متاثر ہوتی ہیں۔
زراعت فصلیں اگانے، مچھلیاں پکڑنے اور مویشی پالنے کے لیے ایک انسانی سرگرمی ہے۔ پاکستان میں موسم اور ملک کے مختلف حصوں میں طبعی خدوخال کی وجہ سے مختلف اقسام کی فصلیں اگائی جاتی ہیں۔

(2) پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں مخروطی جنگلات کیوں اگتے ہیں؟
جواب: مخروطی جنگل:
شمالی پہاڑوں میں دیودار کے درخت انجماد سے کم درجہ حرارت اور زیادہ بارش کی وجہ سے اگتے ہیں۔ وہ ہمیشہ سبز ہوتے ہیں جن کے پتوں کی پتیاں تنگ ہوتی ہیں، کون یا بیر میں بیج ہوتے ہیں، عام طور پر سرد آب وہوا میں پائے جاتے ہیں۔
یہ خیبر پختونخوا میں گلگت بلتستان، ایبٹ آباد، مانسہرہ اور سوات میں اگتے ہیں۔ درختوں کی اہم اقسام سپروس، فر اور پائن ہیں۔

(3) برساتی جنگل کی ابھرتی ہوئی تہہ کا جنگل کے فرش سے موازنہ کریں۔
جواب:

بلائی تہہ	جنگل کا فرش
اس تہہ میں سب سے اونچے درخت اگتے ہیں۔ درختوں میں گھنے تنے اور بڑے پتے ہوتے ہیں۔ ان درختوں کی اوسط اونچائی تقریباً 200 فٹ ہے۔ یہ تہہ سب سے زیادہ دھوپ حاصل کرتی ہے۔ اس لیے پتے زیادہ تر سورج کی طرف رُخ کرتے ہیں۔	اس جنگل کا فرش بہت تاریک ہے۔ اسے سورج کی روشنی کم یا نہیں ملتی ہے۔ یہ گرے ہوئے پتوں پر مشتمل ہوتا ہے جو سڑتے ہیں اور دوسرے پودوں کے لیے غذائیت فراہم کرتے ہیں۔

......یونٹ 5......

......قدرتی آفات......

......مشق......

سوال 1: صحیح جواب کا انتخاب کریں:

(1) ایک زبردست زلزلہ، جس نے پورے پاکستان میں ایک وسیع علاقے کو نقصان پہنچایا:
الف) اکتوبر 2008　ب) اکتوبر 2005 ✓
ج) اکتوبر 2006　د) اکتوبر 2007

(2) فصلوں اور مویشیوں کی پیداوار اس سے بری طرح متاثر ہوتی ہے:
الف) بارشیں　ب) خشک سالی ✓
ج) جنگلات کی کٹائی　د) چرنے سے زیادہ

(3) 2020 میں تقریباً 3 بلین جانور جنگل کی آگ کے دوران متاثر ہوئے:
الف) جاپان　ب) سری لنکا
ج) آسٹریلیا ✓　د) کینیڈا

(4) 3Rs اصول قدرتی وسائل کے..........میں مدد کرتا ہے۔
الف) کمی　ب) استعمال کرنا
ج) جلنا　د) بچت ✓

(5) درج ذیل میں سے کس ملک نے بڑے پیمانے پر جنگلات میں آگ لگنے سے تباہی ہوئی؟
الف) جاپان　ب) سری لنکا
ج) آسٹریلیا ✓　د) کینیڈا

(6) پاکستان کے کون سے علاقے زلزلوں کے لیے زیادہ خطرناک ہیں؟
الف) پوٹھوار سطح مرتفع　ب) سندھ کا میدان
ج) تھل　د) شمالی پہاڑ ✓

(7) پاکستان میں سب سے بڑا سیلاب جس نے جان و مال کو نقصان پہنچایا۔
الف) 2010 ✓　ب) 2012
ج) 2014　د) 2016

(8) 1994 سے 2014 تک کتنے لوگ قدرتی آفات سے متاثر ہوئے۔
الف) 5.4 بلین　ب) 4.4 بلین ✓
ج) 3.4 بلین　د) 2.4 بلین

(9) معاشی نقصانات کے لحاظ سے پاکستان میں قدرتی آفات میں سرفہرست ہے۔
الف) سیلاب ✓　ب) لینڈ سلائیڈنگ
ج) زلزلے　د) طوفان

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں:

(1) قدرتی آفت کیا ہے؟
جواب: قدرتی آفت زمین کے قدرتی عوامل کے نتیجے میں کسی واقعے کا غیر متوقع اور اچانک رونما ہونا ہے۔ نہ ان کی پیش گوئی کی جا سکتی ہے اور نہ ہی ان سے بچنا ممکن ہے۔ زلزلہ، سونامی، آتش فشاں پھٹنا، طوفان، سیلاب، خشک سالی، لینڈ سلائیڈنگ اور جنگل کی آگ قدرتی آفات کی تمام اقسام ہیں۔

(2) گلوبل وارمنگ کی تعریف کریں۔
جواب: گلوبل وارمنگ کو زمین کے ماحول اور سمندر کے اوسط درجہ حرارت

میں اضافے کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ گلیشیئرز کے پگھلنے کی وجہ سمندروں کا گرم ہونا ہے ۔ یہ صورتحال ساحلی علاقوں اور نشیبی جزیروں کو بڑے خطرے میں ڈال دیتی ہے۔

(3) قدرتی آفات کے بنیادی اور ثانوی اثرات کیا ہیں؟

جواب: بنیادی اثرات قدرتی آفات کے براہ راست نتائج ہیں جیسے منہدم عمارتیں ، انسانی ہلاکتیں اور تباہ شدہ انفراسٹرکچر۔ ثانوی اثرات بالواسطہ اثرات ہوتے ہیں جن کا سبب برساتی اثرات ہیں۔ جیسے بجلی کی خرابی، بیماری کا پھیلنا، ٹوٹے ہونے گیس پائپوں سے آگ لگنا اور نفسیاتی نقصان وغیرہ۔

(4) دوبارہ قابل استعمال شدہ چیزوں کو استعمال کر کے ہم قدرتی وسائل کو کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں؟

جواب: دوبارہ قابل استعمال کا مطلب ہے استعمال شدہ مواد کو نئی مصنوعات میں تبدیل کرنا۔اس سے قدرتی وسائل کو بچانے میں مدد ملتی ہے۔ اگر تقریباً ایک ٹن کاغذ دوبارہ قابل استعمال کرتے ہیں، تو ہم 17 درختوں کو بچالیں گے کیونکہ کاغذ درختوں کی چھال سے بنتا ہے۔

(5) پاکستان میں کس قسم کی قدرتی آفات زیادہ عام ہیں؟

جواب: پاکستان میں درج ذیل قسم کی آفات اکثر پیش آتی ہیں۔

(1) زلزلے (2) سیلاب
(3) خشک سالی

سوال 3: درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

(1) ترقی پذیر ممالک ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں قدرتی آفات سے کیوں زیادہ متاثر ہوتے ہیں؟

جواب: ترقی پذیر ممالک قدرتی آفات سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) غربت:

ترقی پذیر ممالک میں لوگوں کی اکثریت غیر محفوظ اور خطرناک جگہوں پر رہتی ہے جیسے کہ دریا کے کنارے، کھڑی ڈھلوان، سیلابی میدان اور انتہائی آبادی والی غیر قانونی اور غیر معیاری بستیاں۔ایک تحقیق کے مطابق ہر سال قدرتی آفات میں تقریباً 26 ملین افراد پھنس جاتے ہیں جو انتہائی غربت کا شکار ہوتے ہیں۔

(2) وسائل کی کمی:

ترقی پذیر ممالک قبل از وقت وارننگ سسٹم سے لیس نہیں ہیں۔ان کے قدرتی آفات کے انتظام میں قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے وسائل اور تربیت کی کمی ہے۔

(3) ناقص حکمرانی:

ترقی پذیر ممالک میں، حکومتوں کے پاس عام طور پر وسائل، منصوبہ بندی اور عمل درآمد کی کمی ہوتی ہے۔ان ممالک میں ایسی عمارتوں کی موجودگی کا زیادہ امکان ہے جو قدرتی آفات کو برداشت کرنے کے لیے تعمیر نہیں کی گئی ہیں۔پانی، بجلی، خوراک اور ادویات کی فراہمی ناقابل بھروسہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی آفت کے بعد طویل عرصے تک دستیاب نہ ہو۔

(2) قدرتی آفات میں انسانی سرگرمیاں کیسے حصہ ڈال سکتی ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: قدرتی آفات جیسے سیلاب، سمندری طوفان، خشک سالی اور جنگل کی آگ سبھی کو عام طور پر قدرتی طور پر رونما ہونے والے واقعات کے طور پر سمجھا جاتا ہے جو انسانی زندگی اور بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچاتے ہیں لیکن بعض اوقات یہ قدرتی نہیں ہوتے ۔انسانی سرگرمیاں ماحول کو شدید متاثر کر رہی ہیں۔آج کل زیادہ آبادی، جنگلات کی کٹائی، بڑھتی ہوئی بستیاں اور فوسل ایندھن کی کھپت ہمارے ماحول پر براہ راست اثر ڈالتے ہیں اور گلوبل وارمنگ کا سبب بنتے ہیں ۔ عالمی حدت کی وجہ سے بڑھتے ہوئے درجہ حرارت نے موسمی نظام کو متاثر کیا ہے جس کے نتیجے میں گرمی کی لہریں، طوفان، سیلاب اور جنگلات میں آگ لگتی ہے۔

(3) قدرتی آفات کے اثرات کو کم کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے جاسکتے ہیں؟

جواب: کچھ ایسے طریقے ہیں جو قدرتی آفات کے اثرات کو کم کر سکتے ہیں۔

تیاری:

☆ سیلاب، طوفان اور سونامی جیسی آفات کی پیشن گوئی کے لیے قبل از وقت وارننگ سسٹم کا قیام۔
☆ لوگوں کو آفات سے نمٹنے کے لیے تیار کرنے کے لیے اجتماعی بیداری مہم اور فرضی مشقیں کرنا۔

ردعمل:(Response)

☆ متاثرہ علاقوں سے لوگوں کا فوری انخلاء
☆ فوری بنیادوں پر طبی امداد اور مدد کی فراہمی
☆ امدادی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال

بازیابی اور بحالی:(Rehabilitation and Recovery)

☆ بنیادی عارضی سہولیات کی بحالی جیسے صاف پانی، خوراک اور پناہ گاہ
☆ لوگوں کی بحالی کے لیے ترقی یافتہ ممالک اور بین الاقوامی امدادی ایجنسیوں سے تعاون اور مہارت حاصل کرنا۔

......یونٹ 6......

......بدلتی زمین اور انسانی سرگرمیاں......

......مشق......

سوال 1: صحیح جواب کا انتخاب کریں:

(1) طبعی موسم زدگی کو..........موسم کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔
الف) نامیاتی ب) حیاتیاتی
ج) مکینیکل ✓ د) کیمیائی

(2) دنیا کی آبادی کا..........شہری علاقوں میں رہتا ہے۔
الف) 25% ب) 56.2% ✓
ج) 76.8% د) 80%

(3) چٹانوں میں .... کیمیائی طور پر پانی ، آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے ساتھ رد عمل ظاہر کرتے ہیں۔
الف) گیسیں ب) معدنیات ✓
ج) پودے د) ہڈیوں

(4) ہوا کا کٹاؤ عام طور پر..........علاقوں میں ہوتا ہے۔
الف) گیلے ب) مرطوب
ج) خشک ✓ د) ساحلی

(5) ....ساحلی کٹاؤ کی بنیادی وجہ ہیں۔
الف) لہریں ✓ ب) گلیشیئرز
ج) ہوائیں د) زمین کی حرکتیں

(6) گرینڈ وادی..........کٹاؤ کی ایک مثال ہے۔
الف) ہوا ب) پانی ✓
ج) برفانی د) بڑے پیمانے پر بربادی

(7) یخ رواں کا کٹاؤ صرف..........علاقوں میں ہوتا ہے۔
الف) گرمی ب) سردی ✓
ج) اعتدال پسند د) معتدل

(8) ساحلی کٹاؤ میں، لہریں چٹانوں کو..........کرتی ہیں۔
الف) کمزور کرنا ✓ ب) مضبوط کریں
ج) بڑا کرنا د) مختصر

(9) ایک سمندر..........ایک قدرتی پل ہے۔
الف) غار ب) محراب ✓
ج) اسٹیک د) چٹان

(10) ....کٹاؤ کو روکتا ہے اور مٹی کے تحفظ میں مدد کرتا ہے۔
الف) درخت ✓ ب) زراعت
ج) حد سے زیادہ چرانا د) شہرکاری

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(1) موسم زدگی کٹاؤ سے کیسے مختلف ہے؟

جواب: ویدرنگ زمین کی سطح پر چٹانوں کا چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ٹوٹ جاتا ہے۔تبدیلی کے قدرتی عوامل مثلاً دریا، ہوا، گلیشئر کے سطح زمین کو کریدنے اور توڑنے پھوڑنے کے عمل کو کٹاؤ کہتے ہیں۔

(2) بڑے پیمانے پر کھسکاؤ کی بنیادی وجوہات کیا ہیں؟

جواب ☆ بڑے پیمانے پر زمین کھسکاؤ سے مراد کشش ثقل کی وجہ سے پتھروں اور مٹی کا ڈھلوان سے نیچے حرکت کرنا ہے۔
☆ زلزلے، شدید بارش ، پودوں کے اکھاڑ پچھاڑ اور ڈھلوانوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوسکتی ہے۔

(3) مٹی کے کٹاؤ کو روکنے کے بہترین طریقے کیا ہیں؟

جواب: زمیں کے کٹاؤ کو درج ذیل تکنیکوں سے روکا جاسکتا ہے۔

☆ کھیتوں کے کناروں کے ساتھ بڑے پیمانے پر درخت لگانا (جنگلات)
☆ حد سے زیادہ مویشی چرانے پر پابندی لگائیں۔
☆ پہاڑی علاقوں میں زینا نما کاشتکاری کے طریقے۔
☆ مٹی کے کٹاؤ کو روکنے کے لیے حفاظتی پشتے بنائی جائیں۔
☆ چھت گرنے سے بچنے کے لیے کانیں بین الاقوامی معیار کے مطابق بنایا جائے۔

(4) ساحلی کٹاؤ میں شامل عمل کی نشاندہی کریں۔

جواب: ساحلی کٹاؤ کے درج ذیل چار عمل ساحلی زمینی خدوخال کو مسلسل تبدیل کر رہے ہیں۔

(i) ہائیڈرولک ایکشن(Hydrolic Action)
(ii) اٹریشن(Attrition)
(iii) رگڑنا(Abration)
(iv) محلول(Solution)

(5) ساحلی کٹاؤ سے منسلک کم از کم چار زمینی خدوخال کے نام بتائیں۔

جواب: کٹاؤ سے بننے والی چار ساحلی خدوخال:

(1) کھڑی چٹانیں (2) غاریں
(3) محرابیں (4) ستون

سوال 3: درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

(1) ہوا، پانی اور گلیشئر کیسے کٹاؤ کا سبب بنتے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: ہوا کا کٹاؤ:

ہوا کے کٹاؤ میں گرد، ریت اور مٹی کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا شامل ہے۔ہوا کا کٹاؤ عام طور پر خشک اور میدانی علاقوں میں ہوتا ہے۔

پانی کا کٹاؤ(Water Erosion):

تیز بہنے والا پانی (بارش، ندیاں اور سمندری لہریں) کٹاؤ کا سب سے اہم عوامل ہیں۔ جوں جوں پانی بہتا ہے، یہ مٹی اور چٹانوں کو کاٹتا ہے، اس طرح یہ زمین کی مختلف خدوخال بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ دریائے کولوراڈو کی عظیم وادی پانی کے کٹاؤ کی ایک اچھی مثال ہے۔

برفانی کٹاؤ:

ہوا اور پانی کی طرح، گلیشئر کٹاؤ کے فعال عوامل ہیں۔ یہ عمل سرد علاقوں میں ہوتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ زمین کی گلیشئر کو تبدیل کرتی ہے، وادیوں کو تراشتی ہیں، جھیلیں بنتی ہیں اور پہاڑوں کی چوٹیوں کو کاٹتے ہیں۔

(2) موسم زدگی کی وضاحت کریں اور طبعی اور کیمیائی موسم زدگی کے درمیان فرق کی وضاحت کریں۔

جواب: موسم زدگی: ویدرنگ زمین کی سطح پر چٹانوں کا چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ٹوٹ جاتا ہے۔

طبعی	کیمیائی
(i) طبعی موسم زدگی: اس میں چٹانوں کے بڑے مجموعے بغیر کسی کیمیائی تبدیلی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ٹوٹ جاتے ہیں۔ اسے میکانکی موسم زدگی بھی کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، پانی چٹانوں کے دراڑوں میں داخل ہو کر جم جاتا ہے اور پھر درجہ حرارت کی تبدیلی کی وجہ سے پھیلتا ہے اور چٹانوں کے ٹوٹنے کا سبب بنتا ہے۔	(ii) کیمیائی موسم زدگی: اس میں چٹانوں کی ساخت بدل جاتی ہے۔ چٹانوں میں موجود معدنیات پانی، آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے ساتھ کیمیائی طور پر عمل ظاہر کرتے ہیں اور نئے مادوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس چٹان کے تحلیل کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ دنیا کی زیادہ تر غاریں اسی عمل سے بنی ہیں۔

(3) انسانی سرگرمیاں کیسے کٹاؤ کا باعث بنتی ہیں؟

جواب: انسانی سرگرمیاں زمین کی سطح کی شکل کو تبدیل کر رہی ہے۔

(i) جنگلات کی کٹائی:

جنگلات کی کٹائی زمین کے کٹاؤ کی بنیادی وجہ ہے۔ جنگلات کی کٹائی سے مراد درختوں کی کٹائی سے جنگلات کے علاقوں میں کمی ہے۔ لوگ زراعت، ایندھن اور صنعت کے لیے درخت کاٹتے ہیں۔

(ii) زراعت:

زراعت سب سے اہم انسانی سرگرمیوں میں سے ایک ہے جو زمین کے کٹاؤ کو تیز کرتی ہے۔ یہ بھی انسان کے قدیم ترین پیشوں میں سے ایک ہے۔ کاشتکاری کے طریقوں جیسے جوتی یا ہل چلانے اور فصل کٹائی کے دوران مٹی اپنی قیمتی اجزاء اور زرخیزی کھو دیتی ہے۔

(iii) صنعت کاری:

صنعت ایک اور انسانی سرگرمی ہے جو زمین کے کٹاؤ کا سبب بنتی ہے۔ زمین کا کٹاؤ اس وقت شروع ہوتا ہے جب انسان نقل و حمل کے مختلف ذرائع بنانے اور صنعتوں کے لیے مناسب بنیادی ڈھانچہ تیار کرنے کے لیے درختوں کو کاٹتے ہیں۔

(iv) شہر کاری:

تیز رفتار شہر کاری زمین کے کٹاؤ کے امکانات کو کئی گنا بڑھا دیتی ہے۔ شہر کاری دیہی علاقوں سے شہری علاقوں میں لوگوں کی منتقلی یا منتقلی کا عمل ہے۔ شہر کاری میں شہری آبادی میں اضافہ بھی شامل ہے۔ زمین کا کٹاؤ اس وقت شروع ہوتا ہے جب تعمیرات کے لیے درختوں کا کاٹنا شروع کیا جاتا ہے۔ بہت سی سڑکیں، عمارتیں ہاؤسنگ سکیمیں اور صنعتیں قائم ہوتی ہیں جو بالآخر جنگلات کی کٹائی، مٹی کا ضیاء اور قابل کاشت رقبہ میں کمی کا باعث بنتی ہیں۔

awazeinqilab.com